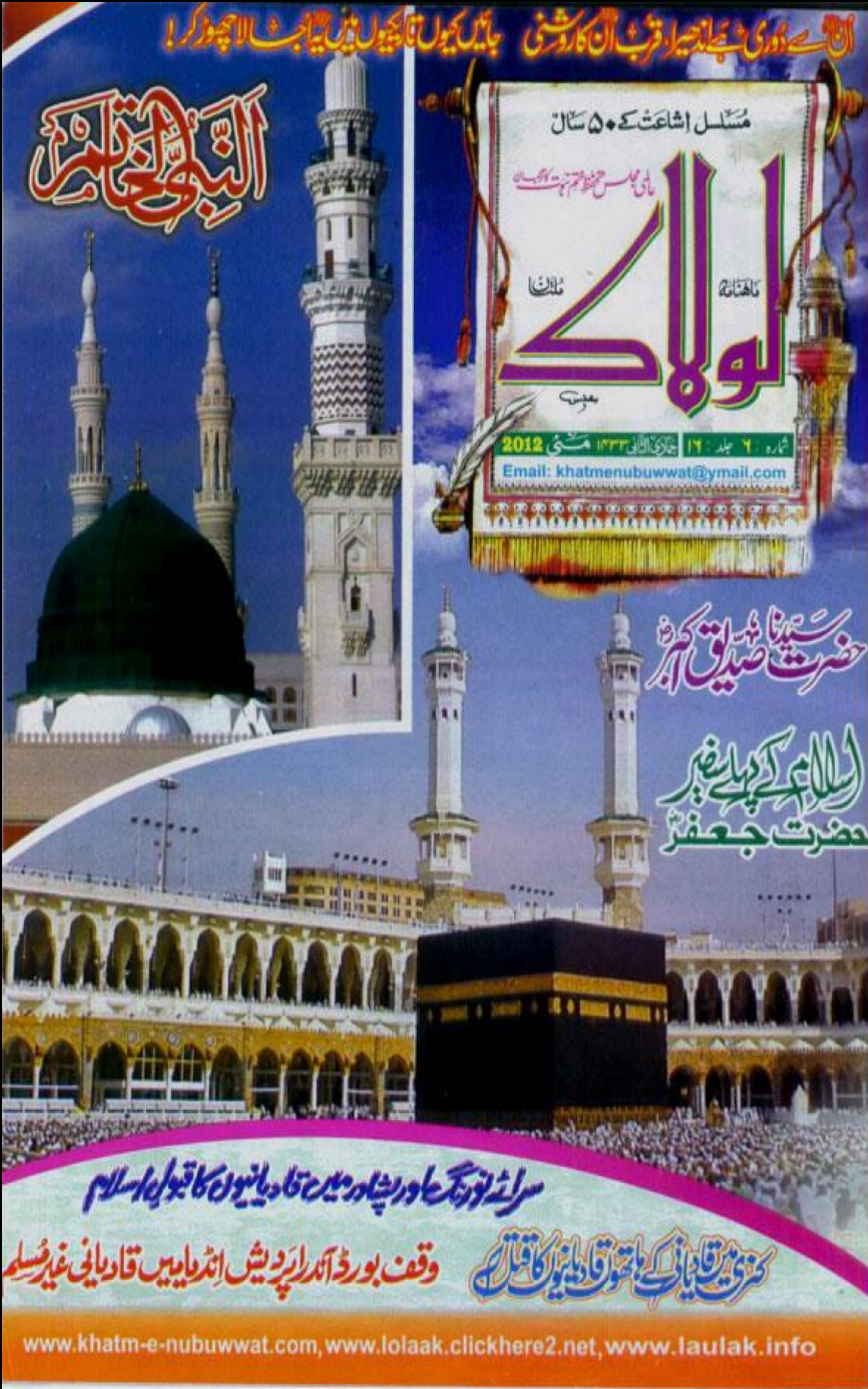
اُن ﷺ سے دوری ہے اندھیرا، قربِ اُن ﷺ کا روشنی
جائیں کیوں تاریکیوں میں ہم اُجالا چھوڑ کر!
النبی الخاتم ﷺ
مُسلسل اشاعت کے ۵۰ سال
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان
شمارہ: ۶ جلد: ۱۹ جمادی الثانی ۱۴۳۳ مئی 2012
Email: khatmenubuwwat@ymail.com
حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ
اسلام کے پہلے سفیر
حضرت جعفرؓ
سرائے نورنگ اور پشاور میں قادیانیوں کا قبولِ اسلام
کنری میں قادیانی کے ہاتھوں قادیانیوں کا قتل
وقف بورڈ آندھرا پردیش انڈیا میں قادیانی غیر مسلم
www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

لولاک

ملتان

شمارہ: ۶ ○ جلد: ۱۶

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ محمد مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شیخ حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

کنری میں قادیانی کے ہاتھوں قادیانیوں کا قتل	مولانا اللہ وسایا	3
وقف بورڈ آندھرا پردیش انڈیا میں قادیانی غیر مسلم	مولانا اللہ وسایا	4
سرائے نورنگ اور پشاور میں قادیانیوں کا قبول اسلام	مولانا اللہ وسایا	4
آئینہ قادیانیت کا بنگلہ زبان میں ترجمہ	مولانا اللہ وسایا	5

مقالات ومضامین

النبی الخاتم ﷺ	مولانا عرفان اللہ اختر	6
حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ	جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ	10
اسلام کے پہلے سفیر، حضرت جعفرؓ	جناب علامہ افتخار احمد راشد	13
اسلام اور انسانی حقوق	جناب مفتی احتشام الحق	16
تصوف کے مثالی پیشوا	مولانا عبدالستار حیدری	20
پیر طریقت نواب عشرت علی خاں قیصر کا سفر آخرت	مولانا سید محمد زین العابدین	23
مولوی فقیر محمد کا سانحہ ارتحال	مولانا اللہ وسایا	25
مولوی فقیر محمد بھی چل بسے	جناب احمد کمال نظامی	28
مولانا عبدالستار ساہیوال کے حالات زندگی	مولانا عبدالباسط	30
مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس، فیصلے، تجاویز	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	32
اسلام زندہ باد کانفرنس	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ	35

رد قادیانیت

وقف بورڈ آندھرا پردیش انڈیا کا شاندار فیصلہ	ادارہ	41
مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو	مولانا غلام رسول دین پوری	42
احتساب قادیانیت جلد ۴۱ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	46

متفرقات

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سندھ کے دورہ پر	مولانا تجمل حسین	53
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

کنری میں قادیانی کے ہاتھوں قادیانیوں کا قتل!

۱۱رفروری ۲۰۱۲ء کو شام آٹھ بجے قادیانی عبادت گاہ کنری سندھ کے مین گیٹ کے سامنے قادیانی ادریس شاہ بن احمد شاہ نے (جو قادیانی عبادت گاہ کا چوکیدار ہے) فائرنگ کر کے دو قادیانی مسعود احمد ولد محمود احمد قادیانی اور فخرالدین فخری ولد محمد رفیق قادیانی کو موقع پر ڈھیر کر دیا۔ دونوں قادیانی موقع پر فی النار والسقر ہو کر مردار ہوئے۔ تیسرا قادیانی رفیق نامی فائرنگ میں شدید زخمی ہو کر ہسپتال جا پہنچا۔ فائرنگ کی آواز سن کر گردونواح کے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ قادیانی اس کیس کو مذہبی کیس بنا کر مسلمانوں کو ملوث کرنا چاہتے تھے۔ لیکن عوام کے اکٹھا ہو جانے اور ملزم کے موقعہ پر معلوم ہو جانے پر قادیانی منصوبہ ناکام ہوگیا۔

اس سے کچھ عرصہ قبل قادیانی جماعت کنری کے گروگھنٹال شیخ سمیع قادیانی کے گھر کی چھت سے چڑھ کر گھر میں قادیانی نصیر داخل ہوا۔ اس نے شیخ سمیع قادیانی کو بندوق کے بٹ بھی مارے اور پھر چھت سے چھلانگ لگا کر قریبی گڑھے میں چھپ گیا۔ واویلا ہونے پر محلّہ کے مسلمان بھی جمع ہوگئے۔ انہوں نے گھیرا ڈال لیا۔ ایس.ایچ.او. پولیس کے ہمراہ موقعہ پر آگئے اور گڑھے سے ملزم کو پکڑ کر حوالہ جیل کیا۔ ملزم ابھی تک جیل میں ہے۔ شیخ سمیع بھی قادیانی اور ملزم نصیر بھی قادیانی۔ ان دونوں واقعات سے لگتا ہے کہ قادیانیوں کے گھروں میں جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔ آپس میں شدید اختلافات کا شکار ہو کر خود ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ بعض مردار ہو رہے ہیں۔ بعض ہسپتالوں کو سدھار رہے ہیں اور بعض جیلوں کو آباد کر رہے ہیں۔ ان کے یہ باہمی اختلافات ہی انشاءاللہ العزیز! ان کی تباہی و بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔

کنری کی قادیانی پارٹی سخت شرمسار ہے۔ ندامت کے عرق میں غرق ہے۔ ان کے چہرے مرزا قادیانی کے قلب کی طرح سیاہی چوس بن گئے ہیں۔ اللہ رب العزت کی دھرتی ان پر تنگ ہو رہی ہے۔ ایک گستاخ رسول مردود زماں مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ملعون کی پیروی نے ان کو نہ دین کا چھوڑا ہے نہ دنیا کا۔

لیکن ان کی شقاوت قلبی دیکھئے کہ منہ کنڑ میں ہے اور پاؤں آسمان کی جانب کرنے سے اب بھی باز نہیں آ رہے۔ ادریس قادیانی کی فائرنگ سے دو قادیانی موقعہ پر مردود ہوئے۔ ایک زخمی ہوا۔ وہ تو مسلمانوں کے موقعہ پر جمع ہونے سے ڈرامہ نہ کرسکے۔ ورنہ وہ اسے پہلے نہ معلوم قتل قرار دے کر مذہبی کیس بنانا چاہتے تھے۔

قادیانیوں کے پاس جدید اسلحہ ہے۔ اس کے باوجود ملزم نصیر قادیانی جس نے شیخ سمیع قادیانی پر حملہ کیا۔ اس کو قادیانیوں کا نہ پکڑنا۔ اس کا تعاقب نہ کرنا۔ اس ملزم کا سمیع شیخ قادیانی کو صرف بٹ مارنا اور نقصان نہ دینا۔ ملزم کو فرار کا موقع دینا۔ یہ سب امور و قرائن بتاتے ہیں کہ وہ اس کو بھی مذہبی رنگ دینا چاہتے تھے۔ یہ ڈرامہ خود انہوں نے تیار کیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ موقع پر ہمسایوں نے ملزم کا گھیرا تنگ کردیا۔ پولیس آگئی اور ملزم

پکڑا گیا۔ ورنہ اگر وہ بھاگ جاتا تو قادیانی ڈرامہ مکمل ہو کر مسلمانوں پر ملبہ ڈال دیا جاتا۔ لیکن اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ ملزم کے موقعہ پر پکڑے جانے سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا اور قادیانی جماعت کے چہروں پر کالک کا ایک اور کوٹ ہو کر دنیا کے سامنے روسیاہ ہوگئے۔ اسی طرح کنری میں مختلف سڑکوں پر اللہ و رسول کا نام لکھا گیا۔ ایک بار تو قادیانی عبادت گاہ کی سڑک پر یہ لکھا ہوا پایا گیا۔ شہر میں ہندو آبادی بھی ہے۔ قادیانی خود سڑکوں پر اللہ رب العزت، رحمت عالم ﷺ کے اسماء گرامی لکھ کر اس کو ہندوؤں کے کھاتہ میں ڈال کر یہاں ہندو مسلم فساد کرانے کی دوبارہ ناکام کوشش کر چکے ہیں۔ غرض قادیانی سازش عروج پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کئے کی سزا میں ماخوذ فرمائیں۔ تاکہ ملک ان کے حشر سے بچا رہے۔ آمین!

وقف بورڈ آندھرا پردیش انڈیا میں قادیانی غیر مسلم

قارئین کے لئے یہ خبر خوشی کا باعث ہوگی کہ وقف بورڈ آندھرا پردیش انڈیا کے صدر مولانا خسرو پاشاہ نے اپنے فیصلہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر مسلم وقف بورڈ کے دروازے قادیانیوں پر بند کر دیئے ہیں۔ انڈیا جیسے سیکولر ملک کے ایک نیم سرکاری ادارہ کا یہ فیصلہ، قادیانیوں کی مزید ذلت کا باعث بنے گا اور اہل اسلام انڈیا کے اس سے حوصلے بلند ہوں گے۔ قادیانیت مزید رسوائی کی وادی میں گرگئی اور حق کو فتح نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ!

سرائے نورنگ اور پشاور میں قادیانیوں کا قبول اسلام

خوست افغانستان کا ایک باسی عبداللطیف حج کے لئے گھر سے چلا۔ بدنصیبی کہ بجائے حج پر جانے کے قادیان چلا گیا۔ مرزا قادیانی کے ہاتھوں قادیانیت کا طوق پہن کر افغانستان گیا۔ وہاں جا کر مرزا قادیانی کی تعلیمات کے مطابق انگریز کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کا دھندہ شروع کر دیا۔ حکومت کو پتہ چلا تو علماء کے پاس کیس آیا۔ چنانچہ خان حبیب اللہ صاحبؒ والئی افغانستان کے عہد حکومت میں ۱۴؍جولائی ۱۹۰۳ء میں عبداللطیف قادیانی کو سنگسار کیا گیا۔ اس کا خاندان افغانستان سے پہلے پشاور آگیا اور پھر سرائے نورنگ میں آکر آباد ہوا۔ یہ خاندان اب مستقل قبیلہ بن گیا۔ جو سب قادیانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ اب یہ قبیلہ اسلام قبول کر رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں: ۱...... جناب نصیر احمد ۲...... جناب مبشر ۳...... جناب ابرار ۴...... جناب عامر ۵...... جناب ضیاء الحسن ۶...... جناب روح الدین ۷...... جناب یحییٰ...... ساکنان سرائے نورنگ نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ مقامی علمائے کرام کی محنت و جدوجہد جاری ہے۔ توقع ہے کہ بہت خوشخبریاں ملیں گیں۔

آج ۱۹؍مارچ ۲۰۱۲ء رات گئے جامع مسجد پایان یونیورسٹی روڈ پشاور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے سربراہ حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کے خطاب کے دوران ایک قادیانی خاندان نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ انہی کے اعزاز میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس سے قبل بھی پشاور اور اس کے گردونواح میں کئی قادیانی گھرانے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔

تفصیلات کے مطابق حیات آباد میں شریں محل سویٹ ہاؤس و بیکری ہے جس کا مالک شیر افضل ولد

عبدالمجید اور اس کے بیٹے مصطفیٰ وعبداللہ قادیانی تھے۔ جبکہ اس کے دو بیٹے بلال وعبدالعزیز خود کو مسلمان کہتے تھے۔ علاقہ کے علمائے کرام نے حضرت مولانا سید عبدالبصیر، حضرت مولانا سمیع اللہ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن کی قیادت میں بھرپور جدوجہد کی۔ چنانچہ شیر افضل، اس کے بیٹے مصطفیٰ اور عبداللہ نے اسلام قبول کرلیا۔ اس موقعہ پر بلال اور عبدالعزیز نے اشتباہ دور کرنے کے لئے اسلام قبول کرنے کے فارم پر دستخط کئے۔ یوں اس قادیانی گھرانہ کے پانچ افراد نے قادیانیت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ ان کے اسلام لانے کی خوشی میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے دوبارہ اعلان کر کے حاضرین کی خوشی میں اضافہ کیا۔ ان کے اسلام قبول کرنے کا بھرپور نعروں سے مسلمانوں نے خیر مقدم کیا۔ حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے ان کی استقامت علی الاسلام کے لئے دعا فرمائی۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ باقی ماندہ قادیانیوں کو بھی قبول اسلام کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

آئینہ قادیانیت کا بنگلہ زبان میں ترجمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے حکم پر آئینہ قادیانیت نامی کتاب مرتب کی۔ اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل وکرم سے اسے ایسے قبول فرمایا کہ:

۱...... وفاق المدارس کے درجہ عالیہ سال اول بنین میں یہ کتاب داخل نصاب ہے۔

۲...... آئینہ قادیانیت کا عربی، انگلش اور سندھی زبانوں میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

۳...... اب آئینہ قادیانیت کا ترجمہ بنگلہ زبان میں بھی شائع ہو گیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی مساعی جمیلہ سے اس کا مستند ماہر عالم دین نے ڈھاکہ میں بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا۔ ڈھاکہ میں ہی اسے عمدہ طباعت سے منظر عام پر لایا گیا۔ امید ہے کہ عنقریب اسے بنگلہ دیش کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل کرنے کا مرحلہ بھی طے ہو جائے گا۔ فلحمدللہ تعالیٰ اولاً وآخراً!

جناب لیاقت بلوچ کو صدمہ

جماعت اسلامی پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب لیاقت بلوچ کی والدہ محترمہ انتقال فرماگئیں۔ جن کی نماز جنازہ ۱۹؍مارچ کو مسلم ٹاؤن میں ادا کی گئی جس میں دینی وسیاسی جماعتوں کے زعماء، جماعت اسلامی کے کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ادارہ جناب لیاقت بلوچ کے صدمہ میں برابر کا شریک ہے اور مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

جناب سعید احمد کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے سابق امیر حاجی فرزند علی کی بیوہ اور سعید احمد کارپٹ مرچنٹ معصوم شاہ مینارہ سکھر کی والدہ محترمہ ۱۱؍مارچ ۲۰۱۲ء کو انتقال فرماگئیں۔ اللہ پاک مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین!

النبی الخاتم a!

مولانا عرفان اللہ اختر!

حضرت محمد a کو خاتم النبیین تسلیم کرنا۔ ان الفاظ میں کہ آپ a کے بعد کوئی نبی اور رسول کی بعثت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی قیامت تک عقلاً واجب ولازم ہے۔ یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے جو خلفاً عن سلف متوارث اور اجماعی ہے۔ اس سے اختلاف کرنا امت محمدیہ کی مخالفت۔ عقل وخرد سے بغاوت اور فہم وفراست سے عداوت کے مترادف ہے۔ لیکن اس پیکر حق وصداقت عقیدے کی بنیاد صرف عقل وفہم پر قائم نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کا اور احادیث نبویہ نے صاف صاف اس کا اعلان واظہار فرمادیا ہے جو اہل اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کی حقیقی بنیاد ہے۔

قرآن مجید نے سابقہ انبیاء کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے گئے۔ شعیب علیہ السلام اپنی قوم کی طرف۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کی طرف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کے لئے۔ لیکن جب حضرت محمد a کو مبعوث فرمایا گیا تو ارشاد فرمایا کہ:

”وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين ۰ كافة للناس“

قرآن مجید میں عالمین، الناس کے الفاظ خود اس امر پر شاہد ہیں کہ حضور a کی رسالت ہمہ گیر ہے۔ کسی خاص ملک، شہر، قوم کے لئے مخصوص نہیں۔ آپ a کی رسالت آفاقی ہے اور جب آپ a ساری کائنات کے رسول بن کر تشریف لائے تو کسی نئے نبی کی ضرورت نہ عقلاً باقی ہے نہ نقلاً۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ:

﴿آج میں پورا کرچکا تمہارے لئے دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔ (مائدہ:۳)﴾

دین جب ہر لحاظ سے مکمل ہوگیا۔ نعمت نبوت مکمل ہوگئی تو عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کسی اور نبوت کی ضرورت باقی نہیں۔ اور فرمایا کہ:

﴿محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (یعنی آخری نبی ورسول) ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (الاحزاب)﴾

یہ مقدس آیت اس باب میں نص قطعی اور برہان جلی ہے۔ جو صراحت کے ساتھ رسول a کو آخری نبی اور انبیاء کا ختم کرنے والا ظاہر کررہی ہے۔ آیت کا پہلا جز بتارہا ہے کہ محمد رسول a کے کوئی اولاد نرینہ موجود نہیں۔ یہ جز آیت کے دوسرے جز یعنی مضمون ختم نبوت کے لئے ایک دلیل رکھتا ہے۔ کیونکہ زمانہ سابقہ میں سلسلہ نبوت انبیاء کی اولاد میں بھی جاری رہا۔ نبی کریم a کے اولاد نرینہ نہیں تو سلسلہ نبوت کیسے جاری رہ سکتا ہے؟ گو اولاد نرینہ نہ رہنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ خاتم النبیین ہیں۔

اب ملاحظہ فرمائیے! خود سرور دو عالم a کے ارشادات مبارک

- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا۔ مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد گھومنے اور عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگائی؟۔ آپ a نے فرمایا! میں وہی (کونے والی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب المناقب)
- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت a نے حضرت علیؓ سے فرمایا! تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری ج ۲)
- حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول a نے ارشاد فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔
- حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور a نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد ص ۱۲۷، ج ۲)
- مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۲)
- میرے بعد نبوت نہیں اچھے خواب ہوں گے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۳)
- نہ میرے بعد کوئی نبی ہے۔ نہ میری امت کے بعد کوئی اور امت ہے۔ (بیہقی ج ۵ ص ۸)
- میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۷۸)

ختم نبوت کے مسئلہ پر کتب سماویہ، آپ a کے پیشرو انبیائے کرام کی شہادتیں

حضرت آدم علیہ السلام: ابن عساکر نے بطریق ابوالزبیرؒ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا: ''محمد رسول اللہ خاتم النبیین''

حضرت ابراہیم علیہ السلام: ابن شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے: ''آپ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ نبی امی آجائیں گے۔ جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔'' (بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع)

حضرت یعقوب علیہ السلام: ابن سعد محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی: ''میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا۔ یہاں تک کہ احرام والے نبی مبعوث ہوں گے۔ جن کی امت ''ہیکل اللہ المقدس'' بنے گی اور خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام ''احمد'' ہوگا۔'' (بحوالہ ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیع)

حضرت موسیٰ علیہ السلام: امام التفسیر ابن جریر طبریؒ آیت کریمہ کے تحت الواح تورات کا ذکر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میں الواح تورات میں ایک ایسی امت دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب سے آخری ہے اور دخول جنت میں سب سے مقدم۔ اے میرے رب! ان کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو محمد a کی امت ہے۔'' (بحوالہ ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیعؒ)

صحابہ کرامؓ کا موقف

حضرت صدیق اکبرؓ: ''اب وحی منقطع ہو چکی اور دین الٰہی تمام ہو چکا۔'' (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۹۴)

حضرت عمر فاروقؓ: جب نبی کریم a کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا:''یارسول اللہ a میرے ماں باپ آپ a پر قربان ہوں۔ آپ a کی فضیلت اللہ کے نزدیک اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ a کو انبیاء کے بعد بھیجا اور آپ a کا ذکر سب سے پہلے فرمایا۔'' (مواہب ج ۲ ص ۳۹۴)

حضرت علی المرتضیٰؓ: آپ a کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ a انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: ابن ماجہ اور بیہقی نے الفاظ ذیل روایت کئے ہیں:''اے اللہ! اپنے درود اور رحمت کو رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے پر نازل فرما۔'' (شرح شفاء ج ۳ ص ۵۳۰)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ: آنحضرت a پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ (مشکوٰۃ)

محدثین، مفسرین، فقہاء، صوفیائے کرام اور اولیائے کرام کے اقوال

- علامہ ابن حجرؒ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں جو شخص محمد a کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمین کافر ہو گیا۔
- امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ فرماتے ہیں کہ حضور a کے بعد مدعی نبوت سے ثبوت طلب کرنا بھی کفر ہے۔ (مناقب الامام اعظم، احمد المکی ج ۱ ص ۱۶۱)
- امام الطحاویؒ فرماتے ہیں آخری نبی سید الانبیاء محمد a ہیں۔ (شرح الطحاویہ)
- مشہور مفسر طبریؒ فرماتے ہیں کہ حضور a پر نبوت ختم ہو گئی اور مہر لگ گئی۔ اب باب ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ (طبری ج ۲ ص ۱۲)

۞...... المحلی لابن حزم الظاہری میں ہے کہ حضور a کے بعد سلسلہ وحی ختم ہے۔ کیونکہ وحی صرف نبی پر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ حضور a تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (محلی ص۲۶)

مندرجہ بالا حوالہ جات تفاسیر، احادیث کے علاوہ مندرجہ ذیل اعیان امت نے خاتم النبیین کے معانی آخری نبی ہی بتلائے ہیں۔

علامہ فخرالدین رازیؒ نے تفسیر کبیر ج۲ ص۵۸۱، بیضاوی نے انوار التنزیل ج۴ ص۱۶۴، مفتی محمد شفیعؒ نے معارف القرآن میں، مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تفسیر بیان القرآن آیتیں اور اقوال نقل کئے ہیں۔ ان کے علاوہ بکثرت آیات واحادیث ہیں جو ہمارے مدعا کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں۔

جیسا کہ حدیث ہے کہ: ''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔'' (ترمذی ج۲ ص۲۰۹)

غرضیکہ پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ باب نبوت بند ہو چکا ہے اور حضور a کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر موجود ہیں۔ وہ اتریں گے اور حضور a کے امتی کی حیثیت سے اتریں گے۔ لیکن ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ طالب حق کے لئے اس قدر کافی ہے۔

مولانا عبدالاحدؒ اوکاڑہ کا سانحہ ارتحال

مولانا عبدالاحد مرنجان مرنج، ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔ آبائی علاقہ شاہ جمال ضلع مظفرگڑھ ہے۔ ابتدائی تعلیم اور وسطانی تعلیم جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں حاصل کی جس میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ (سابق نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) علامہ غلام رسولؒ، مولانا عبدالمجید انورؒ، مولانا مطیع اللہ، مولانا مختار احمد مظاہریؒ جیسے جبال العلم اساتذہ کرام تھے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا کا رخ کیا جہاں مولانا مفتی علی محمد، مولانا مفتی عبدالقادر، مولانا منظورالحق، مولانا ظہورالحق جیسی شخصیات سے بخاری، ترمذی، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، مؤطین طحاوی حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۷۸ء میں دارالعلوم کبیروالا سے دورہ حدیث شریف کیا۔

بندہ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مبلغ رہا۔ آتے جاتے ان سے ملاقات ہو جاتی۔ ان کی مسجد اور مدرسہ لاری اڈہ کے قریب تھا۔ قرب وجوار کے پروگراموں میں شرکت کے لئے حاضری ہوتی تو سامان ان کے ہاں رکھا جاتا اور اگلے سفر پر روانگی ہوتی۔ اصلاحی تعلق پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سید جاوید حسن شاہ صاحب دامت برکاتہم سے تھا۔ بندہ کے پیر بھائی تھے۔ ۱۲؍مارچ قاری منیر احمد جالندھری خطیب جامع مسجد اللہ اکبر گلبرک کالونی ملتان میں تھا کہ معلوم ہوا کہ مرحوم بھی رحلت فرما کر عالم جاودانی کو روانہ ہوگئے۔ اللہ پاک ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ (محمد اسماعیل شجاعبادی)

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ!

خالد مسعود ایڈووکیٹ!

اسلام کے ابتدائی دنوں میں جو شخص بھی مسلمان ہوتا۔ وہ اپنے اسلام کو مشرکین مکہ سے چھپا کر رکھتا اور حضور نبی کریم a کی طرف سے بھی یہی ہدایت تھی کہ کفار کی اذیتوں کے خوف سے اپنے اسلام کا کھلم کھلا اظہار نہ کریں۔ لیکن جب مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۴۰ کے قریب ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ a سے اجازت طلب کی کہ اب کھل کر اعلان تبلیغ کیا جائے۔ آپ کے اصرار پر نبی کریم a نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے ساتھیوں کو لے کر بیت اللہ تشریف لے گئے اور خطبہ شروع کر دیا۔ خطبہ کے شروع ہوتے ہی کفار نے مسلمانوں کو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اتنا مارا گیا کہ جسم لہولہان ہوگیا اور آپ پہچانے نہ جاتے تھے۔ آپ بے ہوش ہوگئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قبیلہ بنوتیم کے لوگوں کو علم ہوا تو وہ بھاگے بھاگے آئے اور آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ زندہ نہ بچیں گے۔ بنوتیم نے اعلان کیا کہ اگر حضرت ابوبکرؓ وفات پاگئے تو اس کے بدلے عتبہ بن ربیعہ جس نے حضرت ابوبکرؓ کو سب سے زیادہ مارا تھا۔ اس کو قتل کر دیں گے۔

شام تک حضرت ابوبکرؓ بے ہوش رہے اور آواز دینے پر بھی نہ بولتے تھے۔ شام کو حضرت ابوبکرؓ کو ہوش آیا تو سب سے پہلے پوچھا کہ حضور نبی کریم a کا کیا حال ہے؟۔ آپ کے قبیلے کے لوگوں نے آپ کو کہا کہ جس کی وجہ سے یہ مصیبت آئی اور دن بھر بے ہوش رہے۔ جب بات کی تو انہی کی خیریت دریافت کر رہے ہیں؟۔ اس وجہ سے آپ کے خاندان کے لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور جاتے ہوئے آپ کی والدہ کو کہہ گئے کہ ان کے کھانے کے لئے کسی چیز کا انتظام کریں۔

حضرت ابوبکرؓ کی والدہ آپ کے لئے کھانا تیار کر کے لائیں تو آپ نے کہا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ حضور نبی کریم a کا کیا حال ہے۔ آپ کی والدہ نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ آپ a کا کیا حال ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ جا کر ام جمیلؓ سے دریافت کریں۔ آپ کی والدہ بیٹے کی بے تابانہ درخواست کو پورا کرنے کے لئے ام جمیلؓ کے پاس گئیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں کیا جانوں کون محمد a اور کون ابوبکرؓ۔ لیکن جب حضرت ابوبکرؓ کی والدہ نے اپنے بیٹے کی حالت ان کے سامنے بیان کی تو وہ خود حضرت ابوبکرؓ کو دیکھنے آپ کے گھر تشریف لائیں۔

جب ام جمیلؓ نے آ کر حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا تو رونے لگ گئیں کہ کافروں نے کس بے دردی سے آپ کو مارا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ نبی اکرم a کیسے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ a خیریت سے ہیں اور حضرت ارقمؓ کے گھر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم ہے۔ اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا جب تک آپ a کی زیارت نہ کرلوں۔ رات کو حضرت ابوبکرؓ کی والدہ آپ کو لے کر حضرت ارقمؓ کے گھر گئیں۔

حضرت ابوبکرؓ حضور a سے لپٹ گئے اور رونا شروع کر دیا۔اس حالت کو دیکھ کر وہاں موجود دیگر مسلمانوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔اس موقع پر حضور a نے حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کے لئے دعا کی اور وہ بھی مسلمان ہوگئیں۔

یہ تھے جانشین پیغمبر، یار غار نبی a، خلیفہ اول، امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ جو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے شخص تھے اور ایک روایت کے مطابق حضرت خدیجہؓ کے بعد اسلام قبول کیا۔بہر حال مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف آپ کو ہی حاصل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام لانے کو اس لئے اچھی یادگاروں میں شمار کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے اسلام لانے کا باعث ہوا۔اس نے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی جانب مائل کیا۔ان تمام لوگوں کے نیک اعمال جو ان کے بعد اسلام لے کر آئے۔ان کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

حضرت صدیق کا نام عبداللہ تھا۔ابوبکرؓ آپ کی کنیت تھی۔عتیق اور صدیق حضرت ابوبکرؓ کے القاب تھے۔

حضرت ابوبکرؓ عام الفیل کے تین سال بعد۔یعنی ۵۷۳ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔حضرت ابوبکرؓ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قریشی ہیں۔تجارت آپ کا ذریعہ معاش تھا۔حضرت ابوبکرؓ کا دامن عرب کی اخلاقی برائیوں سے پاک تھا۔حضرت ابوبکرؓ کے اخلاق کے بارے میں ابن الدغنہ نے قریش کے سرداروں کو کہا تھا کہ:

”کیا تم ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو مفلسوں کو کپڑے پہناتا ہے۔صلہ رحمی کرتا ہے۔معذوروں کا سہارا ہے۔مہمان نواز ہے اور حوادث کے بالمقابل لوگوں کی مدد کرتا ہے۔“

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب حضور نبی اکرم a نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابوبکرؓ نبی اکرم a کے رفیق سفر تھے۔غار ثور میں تین شب قیام کیا گیا اور پھر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی۔

سن ۹ ہجری میں اسلامی طریقے کے مطابق پہلا حج ادا کیا گیا۔حضور a نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پہلا امیر حج مقرر کر کے تین سو مسلمانوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ کیا۔حضرت ابوبکرؓ نے اس قافلے کی قیادت بھی کی اور حج کا خطبہ بھی دیا۔

۸ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری سے لے کر ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری کی نماز فجر تک کل ۱۷ نمازوں کی امامت حضور a کی زندگی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کی۔

۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری کو حضور نبی اکرم a جب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو صحابہ کرامؓ کی عجیب کیفیت تھی۔لیکن وہ واحد شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے۔جنہوں نے تمام صحابہ کرامؓ کو ہمت اور حوصلہ دیا اور فرمایا کہ:

”لوگو! جو شخص محمد a کی پرستش کرتا تھا۔وہ سن لے کہ محمد a کی موت واقع ہوگئی ہے اور جو اللہ کی پرستش کرتا تھا۔وہ سن لے کہ بے شک اللہ زندہ ہے۔اور اس کے لئے موت نہیں ہے۔“

۱۳ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری کو مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت عام ہوئی۔حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی اس دن بیعت کی اور اس طرح حضور a کے بعد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ منتخب ہوگئے۔

خلافت سنبھالتے ہی حضرت ابوبکرؓ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور عرب قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر جسے حضور نبی اکرم a نے اپنی زندگی میں تشکیل دیا تھا۔ روانہ کرنے کے لئے حکم نامہ جاری کیا تو بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپ اس لشکر کو فی الحال روانہ نہ کریں اور کچھ تاخیر فرمائیں۔ کیونکہ حالات ٹھیک نہیں ہیں اور سازشیں ارد گرد کھڑی ہو رہی ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے ان صحابہ کرامؓ کے مشورے کو نہ مانا اور کہا کہ لشکر جائے گا اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف بھی جہاد ہوگا۔ اگر انہوں نے زکوٰۃ دینے میں کوتاہی کی، چاہے وہ اونٹ کی رسی ہی کیوں نہ ہو، صدیق اکبرؓ ان کے خلاف جہاد کرے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دانش مندی اور نبی اکرم a کی تربیت سے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کئے رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کی مدت ۲ر سال ۳ر ماہ ۱۱ر دن ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ۱۵ر دن بیمار رہ کر ۲۲ر جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو مغرب اور عشاء کے درمیان ۶۳ر سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور روضہ رسول a میں حضور a کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ نے آپ کو قبر میں اتارا۔

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کا لاہور کا تبلیغی سفر

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی ۲۵ر جنوری ۲۰۱۲ء کو لاہور جامعہ مدینہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے علماء، طلباء کے اجتماع سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ ۲۷ر جنوری کو حضرت طوفانی نے سرگودھا شہر میں چار یونٹوں کا دورہ کیا اور چاروں جگہ حاضرین سے خطاب بھی فرمایا۔

سرگودھا میں ماہانہ پروگرام

۳ر فروری بروز جمعۃ المبارک دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکڑ منڈی میں سرگودھا شہر کے تمام یونٹوں کی تعداد کا مقابلہ ہوا۔ یہ مقابلہ مولانا محمد اکرم طوفانی کی زیر سرپرستی اور سٹی صدر عاصم اشتیاق کی نگرانی میں ہوا۔ اس مقابلہ میں سرگودھا شہر بھر سے اور دور دراز کے علاقوں سے لوگ اپنے اپنے یونٹوں سے قافلوں کی شکل میں روانہ ہوئے۔ ہر ایک قافلہ اپنے یونٹ کے امیر کی سرپرستی میں دفتر لکڑ منڈی پہنچا۔ دفتر لکڑ منڈی میں جن کا حضرت طوفانی اور مولانا نور محمد ہزاروی نے پرجوش استقبال کیا۔ اس ماہانہ پروگرام میں مقابلے کا سب سے بڑا قافلہ سرگودھا شہر کے بلاک نمبر ایک سے پندرہ بلاک تک کا علاقہ تھا۔ یہ قافلہ اپنے امیر بھائی محمد علی حسن کی زیر صدارت بلاک نمبر دس سے روانہ ہوا اور سرگودھا سٹی کی مین شاہراؤں سے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا دفتر لکڑ منڈی پہنچا اور پھر دفتر لکڑ منڈی میں باقاعدہ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا جس میں بھائی محمد جاوید، بھائی محمد فیصل، سٹی صدر عاصم اشتیاق نے بیان کیا اور اختتامی تقریر حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کی۔ جس میں انہوں نے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

اسلام کے پہلے سفیر حضرت جعفرؓ!

علامہ افتخار احمد راشد!

حضرت جعفرؓ ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک خوبصورت اور ذہین بچے تھے۔ وہ اپنے چچازاد بھائی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ دونوں کی آپس میں بہت محبت تھی۔ ان کے باپ ابوطالب مکہ کے قبیلے قریش کے ایک سردار تھے۔ حضور ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے سے کچھ عرصہ قبل مکہ میں ایک زبردست قحط پڑا تھا۔ ابوطالب بھی تنگ دست ہوگئے۔ ان کے بھتیجے حضرت محمد ﷺ اپنے چچا حضرت عباسؓ کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ چچا ابوطالب کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ان کے ایک بیٹے کو وہ اپنے پاس رکھ لیں اور دوسرے بیٹے کو وہ حضرت محمد ﷺ اپنے پاس رکھ لیں گے۔ عقیل کے چھوٹے بھائی حضرت علیؓ کو پیغمبر ﷺ اپنے گھر لے گئے اور حضرت جعفرؓ کو حضرت عباسؓ کے سپرد کردیا۔

حضرت عباسؓ کی زوجہ محترمہ ام الفضلؓ نہایت رحم دل اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد وہ پہلی خاتون تھیں۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ایک روز جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفرؓ سے کہا ایبے سینیا (ایتھوپیا) میں ایک بادشاہ ہے جس کی حکمرانی میں لوگوں پر جبر وتشدد نہیں کیا جاتا۔ وہاں رواداری بھی ہے۔ کیوں نہ مسلمانوں کو وہاں بھیج دیا جائے۔ تاکہ وہ فی الحال مکہ میں ہونے والے مظالم سے محفوظ رہ سکیں۔ اس طرح اسلام کی پہلی ہجرت معرض وجود میں آئی۔

یہ اسلام کی تاریخ کا ایک نہایت اہم اور انقلابی وقوعہ تھا۔ مسلمان چھوٹے چھوٹے گروہوں میں خفیہ طور پر بحیرہ احمر پار کر کے ایبے سینیا جانے لگے۔ ان کی تعداد ۸۰ بالغ افراد تھی۔ خواتین اور بچے ان کے علاوہ تھے۔ جب اہل مکہ کو ان کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا کہ ان مہاجر مسلمانوں کو ہر قیمت پر واپس لایا جائے۔ کاروبار اور تجارت کے سلسلے میں قریش اکثر سفر کرتے تھے اور انہیں بین الاقوامی تعلقات کے کھیل کا بھی کافی تجربہ تھا۔

ایبے سینیا کے لوگ چمڑے کی مصنوعات کے بہت دلدادہ تھے اور مکہ کے تاجروں کے گوداموں میں ایسی اشیاء وافر مقدار میں موجود تھیں۔ قریش نے ایک وفد ایبے سینیا کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجنے کے لئے ترتیب دیا جس کے رکن نجاشی کے اردگرد ہر صاحب اثر وزیر ومشیر کے لئے ان کے پسندیدہ قیمتی تحائف لے کر جارہے تھے۔ انہوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر کہا کہ:

”کچھ بے وقوف نوجوانوں اور خواتین نے آپ کی بادشاہت میں پناہ لے لی ہے۔ انہوں نے اپنا مذہب آپ کا مذہب عیسائیت اختیار کرنے کے لئے نہیں چھوڑا۔ بلکہ انہوں نے اپنا ایک مذہب ایجاد کیا ہے۔ جس کا ہمیں اور آپ کو پتہ نہیں ہے۔ ان کے قبیلے قریش کے سرکردہ اور معزز افراد نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ

آپ ان لوگوں کو مکہ واپس بھیج دیں اور انہیں ہماری تحویل میں دے دیا جائے۔“

اس سے پہلے وہ بادشاہ کے وزیروں اور مشیروں کو فرداً فرداً مل چکے تھے اور انہیں تحائف دے چکے تھے۔ نجاشی اپنے مشیروں کی طرح متعصب نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں! خدا کی قسم نہیں! انہیں مسلمانوں کو دھوکا نہیں دیا جائے گا۔ ان کے ساتھ غداری نہیں کی جائے گی۔

جب مکہ سے آئے ہوئے قریش بادشاہ کے حواریوں کے ساتھ ملاقاتیں کر رہے تھے کہ وہ بادشاہ کے دربار میں مسلمانوں کا سامنا کریں۔ بہرحال نجاشی نے اپنے درباریوں کو اکٹھا کیا۔ ان کے ساتھ عیسائی پادری بھی اپنی مذہبی کتابیں کھولے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب مسلمان حضرت جعفرؓ کی سرکردگی میں دربار میں پہنچے تو اہل ابے سینیا نے دیکھا کہ مسلمانوں کا لباس ان کی چال ڈھال اور طور اطوار ان عیسائیوں کی طرح پاکیزہ تھے۔ خوبصورت اور ذہین بچہ جعفرؓ اب ایک پختہ کار جوانمرد اور قابل آدمی کا روپ ڈھال چکا تھا۔ اس نے دربار میں ذرہ بھر خوف و ہراس محسوس نہ کیا اور نہ مرعوب ہوا۔

نجاشی نے پوچھا کہ کیا مذہب ہے؟ جس نے آپ کو اپنے لوگوں سے جدا کر دیا ہے۔ حالانکہ آپ نے میرا اور میرے ہمراہیوں کا مذہب قبول نہیں کیا۔ حضرت جعفرؓ نے جواب دیا کہ اے بادشاہ! ہم وہ لوگ تھے جو جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ حرام حلال میں تمیز نہیں کرتے تھے اور نہایت شرمناک جرائم کیا کرتے تھے۔ طاقتور کمزور کو کھا جاتے تھے۔

یہاں تک کہ خدا نے ہم میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔ جس کے حسب نسب، صداقت، دیانت اور قابل اعتبار ہونے سے ہم اچھی طرح واقف تھے۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور کہا کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ ہمیں اس کی عبادت کرنی چاہئے اور ان بتوں اور پتھروں کی عبادت ترک کر دینی چاہئے جو ہمارے آباؤاجداد کا شیوہ تھا۔

اس نے ہمیں سچ بولنے، وعدوں کو پورا کرنے، ہمسایوں سے اچھے تعلقات رکھنے اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنے اور جرائم اور خون ریزی سے بچنے کا حکم دیا۔ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا پیغمبر حکم دیتے ہیں اور ہر اس بات سے احتراز کرتے ہیں جس سے پیغمبر منع کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے لوگ ہمارے مخالف ہوگئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنا مذہب چھوڑ کر پھر بتوں کی پوجا کرنے لگیں۔ اس لئے وہ ہمیں اذیتیں دیتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔

ہم اس لئے آپ کی بادشاہت میں آئے ہیں اور آپ کو دوسروں پر ترجیح دی ہے۔ ہم آپ کی حفاظت میں خوش وخرم ہیں۔ اے بادشاہ! ہمیں یقین ہے کہ یہاں ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائے گی۔ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے پوچھا کہ ان کے پاس الہامی کتاب (قرآن) کا کوئی حصہ ہے۔ حضرت جعفرؓ نے کہا ہاں! اور سورہ مریم کے اس حصے کی تلاوت کی جس میں کنواری حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر تھا۔ بادشاہ آبدیدہ ہوگیا۔ پادریوں کی آنکھوں میں بھی آنسو رواں ہوگئے۔ قریش مکہ کا وفد جل بھن گیا۔

تاریخ بن رہی تھی۔ جب مترجموں نے آیات مذکورہ کا ترجمہ اور اپنی سمجھ کے مطابق تفسیر بیان کی تو بادشاہ

سمیت سب اہل مجلس پھر رونے لگے۔ کیونکہ انہیں اب اس کی مکمل سمجھ آ گئی تھی۔ نجاشی نے کہا ان آیات کا ماخذ وہی ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل لائے تھے۔ اس نے مکہ کے وفد کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ جا سکتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور ان سے غداری نہیں کروں گا۔

قریش کے وفد کے لیڈر نے اگلے دن نجاشی کو دوبارہ شکایت کی۔ چنانچہ حضرت جعفرؓ کو دوبارہ بلایا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت جواب دینے کے لئے کہا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان کے متعلق وہی سوچتے ہیں جو ہمارے پیغمبر نے کہا کہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) خدا کے بندے تھے۔ وہ اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کی روح کنواری حضرت مریم میں پھونکی گئی تھی۔ نجاشی نے لکڑی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہاتھ میں اٹھایا اور کہا:

''عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے متعلق جو کچھ تم نے کہا ہے۔ وہ اس لکڑی کے ٹکڑے کی لمبائی سے ذرہ بھر زیادہ نہیں ہے۔ (یعنی جو کچھ تم نے کہا ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی ہے)۔''

مکہ کا وفد اپنے باقی تحائف کے ساتھ نامراد اور ذلیل ہو کر واپس چلا گیا۔ حضرت جعفرؓ اپنے مسلمان بھائیوں کے ہمراہ بحیرہ احمر پار کر کے اس وقت واپس پہنچے جب مسلمان فتح خیبر کی خوشیاں منا رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفرؓ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ میں نہیں جانتا مجھے کس چیز کی زیادہ خوشی ہے۔ فتح خیبر کی یا جعفرؓ کے واپس آنے کی۔

مولانا صاحبزادہ خلیل احمد کی گوجرانوالہ آمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرحوم امیر خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمدؒ کے جانشین پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ تین روزہ دورے پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ آپ نے حافظ نذیر احمد کے ہاں قیام فرمایا۔ ۱۲ ربیع الاول بروز اتوار صاحبزادہ خلیل احمد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے دفتر اور مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت ہاشمی کالونی تشریف لائے۔ حضرت نے عصر سے مغرب تک احباب سے ملاقات فرمائی۔ حضرت کی آمد پر مولانا محمد اشرف، حافظ محمد یوسف عثمانی، سید احمد حسین، قاری عبدالغفور، مرکزی مبلغ مولانا محمد عارف شامی، پروفیسر حافظ محمد انور، مبلغ مولانا حافظ محمد ثاقب، حاجی عبدالرحمٰن نقشبندی اور دیگر احباب نے پرتپاک استقبال کیا۔ جامع مسجد ختم نبوت ہاشمی کالونی میں حضرت نے نماز مغرب پڑھائی۔ نماز کے بعد خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت حافظ محمد یوسف عثمانی نے کی۔ جبکہ مزمل حسینی نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ ۵ رفروری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرحوم نائب امیر حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ کا یوم وصال بھی ہے۔ اس موقع پر مزمل حسینی نے شاہ صاحبؒ کا کلام سنا کر سماں باندھ دیا۔ مولانا محمد اشرف مجددی نے مدلل اور علمی اصلاحی خطاب فرمایا۔ مرکزی مبلغ مولانا محمد عارف شامی اور سید احمد حسین زید نے نقابت کے فرائض ادا کئے۔ مولانا محمد اشرف کے خطاب کے بعد حضرت صاحبزادہ خلیل احمد نے احباب سے بیعت لی اور دعائے خیر کروائی۔ دعا کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کافی دیر تک دفتر میں تشریف فرما رہے اور نماز عشاء پڑھا کر تشریف لے گئے۔ ۶ رفروری کو حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدرسہ نصرت العلوم تشریف لے گئے اور مدرسہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور احباب سے بیعت کے بعد خصوصی دعا بھی کروائی۔

اسلام اور انسانی حقوق!

مفتی احتشام الحق!

دنیا بار بار امن وامان، سلامتی اور حقوق انسانی کا نام لینے کے باوجود ظلم وزیادتی اور بدامنی میں جس بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں قتل وخونریزی سے انسانیت جس طرح کانپ اٹھی ہے۔ اس سے کوئی باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا۔ کاش کہ ارباب اقتدار اس کے اصل سبب کا کھوج لگاتے اور اسلام کے نظام امن وسلامتی کے صحیح خدوخال ان کے سامنے آجاتے اور حقوق انسانی کا گھمبیر مسئلہ حل ہوکر دنیا کی بہت ساری گتھیاں سلجھ جاتیں اور آج دنیا واویلا کرنے کے بجائے سکون کی زندگی گزارنے میں کامیاب ہوجاتی۔

یہ سب جانتے ہیں کہ جس وقت اسلام ایک آئین، ایک مکمل ضابطہ حیات کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت پوری دنیا بربادی کی انتہائی سرحدوں کو عبور کر چکی تھی۔ یہاں تک کہ انسان اپنی انسانیت کھو چکا تھا اور امن وامان اور ایک دوسرے کے حقوق دینے دلانے کا نام بھی حرف غلط کی طرح مٹ چکا تھا۔ رحمت عالم a نے اس نازک ترین موقع پر انسانوں کی جس طرح رہنمائی کی اور انسانیت کے تن مردہ میں جس خوبی کے ساتھ جان ڈالی۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ a نے امن وامان اور حقوق انسانی کی بحالی کے لئے جزوی اصطلاحات پر اکتفا نہ کیا بلکہ حقوق انسانی کا عالمی منشور روشناس کرایا۔ جس کی ایک جامع ترین شکل حجۃ الوداع کے خطبہ کی صورت میں آج تک دنیا کے سامنے ہے۔

حقوق انسانی کی پامالی کہیں یا امن وامان کی بدحالی۔ اگر آپ تاریخ عالم کو سامنے رکھ کر غور کریں گے تو اس کا بنیادی سبب یہی نظر آئے گا کہ لوگ دوسروں کو وہ حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ جس کا وہ ان سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کو انسان کی تنگ نظری کا نام بھی دیا جاسکتا ہے جو کبھی مذہبی رنگ لے کر دوسروں کا حق چھین لیتی ہے تو کہیں یہ رنگ ونسل کا روپ دھار لیتی ہے۔ کبھی یہ طاقت ور اور کمزور کا مسئلہ بن کر معرکہ آرائی کے لئے میدان کارزار گرم کرتی ہے۔ کبھی یہ وطن اور ملکی حدود کے تعصب میں مبتلاء ہوکر انسانیت کا خون چوس لیتی ہے۔

حقوق انسانی کی تاریخ اور ارتقاء

انسانی حقوق کی واقعی تاریخ تو اتنی ہی پرانی ہے۔ جتنی خود بنی نوع انسان کی اپنی تاریخ ہے۔ اہل مغرب یوں تو پوری بنی نوع انسان کے ''بنیادی انسانی حقوق'' کے دعویدار ہیں۔ لیکن حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ مغربی دنیا میں انسانی حقوق کے حوالے سے چند قوانین متعارف کرائے گئے ہیں جن میں اقوام متحدہ کے ''منشور انسانی حقوق'' اور امریکہ کی ''دس ترمیمات'' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مگر یہ سب کے سب تصوراتی اور علاقائی اور نسلی نوعیت کے قوانین ہیں جو ان کے اپنے مخصوص علاقائی، معاشرتی اور سیاسی حالات کی پیداوار ہیں۔

مغربی دنیا کا انسانی حقوق کے سلسلے میں تاریخی سفر تیرہویں صدی کے اوائل میں شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ

’’میگنا کارٹا‘‘ کی دستاویز مورخہ ۱۵ر جون ۱۲۱۵ء کو جاری کی گئی۔ اس سے قبل مغربی دنیا انسانی حقوق کے تصور سے یکسر خالی نظر آتی ہے۔ اقوام متحدہ کا ’’انسانی حقوق چارٹر‘‘ دراصل حضور نبی کریم a کے خطبہ حجۃ الوداع کا چربہ ہے۔ نیز ان تمام مغربی چارٹرز کے پیچھے کوئی قوت نافذہ بھی نہیں ہے۔

اس کے برعکس اسلامی دنیا کافی عرصہ پہلے سے انسانی حقوق کے تصور سے نہ صرف آگاہ تھی۔ بلکہ اس کے پاس اس کا واضح منشور، اس کے لئے عملی قوت نافذہ، خوف خدا کی بنیادوں پر قائم واستوار تھا۔ چنانچہ انسانیت کے عظیم محسن رحمت عالم a نے خطبہ حجۃ الوداع کے دوران یہ منشور پیش کر کے اسے عملاً نافذ بھی فرمایا۔ خطبہ حجۃ الوداع ۹ر ذی الحجہ بروز جمعۃ المبارک مطابق ۶ مارچ ۶۲۳ء کو انسانی حقوق واسلامی منشور جاری کیا گیا۔ یہ ساتویں صدی عیسوی کے ابتداء کی بات ہے۔ انسانی حقوق پر مشتمل تاریخ ساز دفعات جو پیغمبر اسلام a نے خطبہ حجۃ الوداع کی ہمہ گیر دستاویز انسانی حقوق میں انسانیت کے احترام اور حقوق کے تحفظ ونفاذ کے سلسلہ میں جاری فرمائیں۔ وہ مغربی دنیا کے انسانی حقوق چارٹر کے آغاز اور ارتقاء تک تمام انسانی حقوق کے منشور اور دستاویز پر فوقیت رکھتی ہے۔

اس مثالی اور تاریخ ساز خطبہ میں آنحضرت a نے انسانیت کے نام ’’منشور انسانی حقوق‘‘ کے محض رسمی فرمان اور اجراء پر اکتفاء نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے تحفظ اور عملی نفاذ کے لئے مربوط عملی اقدامات فرما کر اپنی حیات طیبہ میں اپنے قائم کردہ مدنی معاشرے میں اسے نافذ العمل فرمادیا۔

پیغمبر اسلام a کے خطبہ حجۃ الوداع کو اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ آپ a کا عطاء کردہ منشور انسانیت دائمی اور عالمگیر حیثیت کا حامل ہے۔ پیغمبر اسلام a محض عربوں کے پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ وہ پیغمبر عالم بن کر دنیا کی ہدایت اور انسانیت کی رہنمائی کے لئے عالمگیر دین اسلام اور ابدی تعلیمات لے کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔

آپ a نے بنی نوع انسان کو حقوق وفرائض کا جو مثالی اور ہمہ گیر منشور عطا فرمایا ہے وہ عالمگیر اور پوری دنیا کے لئے ہے۔ وہ مغرب کے نظریہ حقوق کی طرح محض تصورات اور قیاس وافکار پر مرتبہ دستور نہیں بلکہ خالق انسانیت کا انسانیت کی فلاح وصلاح کے لئے ضامن منشور انسانیت ہے۔ وہ نہ صرف مغرب کے تصور حقوق کی طرح علاقائیت، وطنیت، قومیت اور محض ایک مخصوص رنگ ونسل کی قوم کو حقوق عطا کر کے ان کے مفادات کا تحفظ کیا گیا ہے۔

یہ تاریخی اور تقابلی جائزہ۔ اس تاریخی اور ناقابل تردید حقیقت کا اظہار ہے کہ انسانیت کے محسن اعظم سید العرب والعجم حضرت a کا منشور انسانیت ’’خطبہ حجۃ الوداع‘‘ عالمگیر ہونے کے اعتبار سے۔ بلکہ ہر معیار کے لحاظ سے، نام نہاد ساتیر حقوق پر ابدی وتاریخی فوقیت واولیت رکھتا ہے اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حقوق انسانی کا اولین، جامع ترین، مؤثر ترین، مثالی اور بے نظیر نافذ العمل منشور ہے۔

اسلام کا جامع تصور انسانی حقوق

اسلام کے جامع تصور انسانی حقوق کا ہم ذیل کے چند بنیادی عنوانات کے حوالے سے ایک خلاصہ پیش کرتے ہیں:

۱۔۔۔۔۔ انفرادی حقوق ۲۔۔۔۔۔ سماجی حقوق
۳۔۔۔۔۔ اقتصادی حقوق ۴۔۔۔۔۔ سیاسی حقوق وغیرہ

انفرادی حقوق

اسلام نے ایک صالح نظام زندگی کی تشکیل جس حسین پیرائے میں کی ہے۔اس کا نقشہ کچھ یوں ہے کہ انسانی تربیت وتعلیم کے بعض معاملات کو معروف ومنکر کے درجے میں رکھ کران کی ترغیب وترہیب کا پہلو اختیار کیا ہے اور اسے خوف خدا اور احساس ذمہ داری کا ایک ایسا عنوان دیا ہے کہ انفرادی طور پر آزاد رہتے ہوئے فرد کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے معاشرہ اور خود اس شخص کو نقصان پہنچتا ہو۔نیز قانونی طور پر شریعت اسلامی نے فرد کو اخلاق دائرے میں رہتے ہوئے گوناگوں آزادیاں دے رکھی ہیں جس کے نتیجے میں انسانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی سکون اور امن وآشتی کی گود میں سدا بہار رہتی ہے۔ذیل میں ہم انسانی حقوق کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرتے ہیں۔

مذہبی آزادی

’’لااکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغیی ۰ (بقرہ:۲۵۶)‘‘ ﴿دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔بہتری کی بات غلط باتوں سے چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔﴾

اسلام نے یہ پیرایہ پسند کیا ہے کہ لوگ دلیل اور حجت سے صحیح اور غلط کا ادراک کرلیں۔نہ کہ جبر واکراہ سے ایمان لے آئیں۔چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے:﴿اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین کے تمام لوگ ایمان لے آتے۔تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے کہ ایمان لے آئیں؟۔(یونس:۹۹)﴾

آیت صاف بتلارہی ہے کہ بندوں کو ایمان لانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ ان کو یہ بھی آزادی دیتے ہیں کہ وہ ایماندار بنیں یا نہ بنیں۔وہ اطاعت کریں یا نافرمانی۔یہ بات الگ ہے کہ اس آزادی سے غلط فائدہ اٹھانے والوں کو آخرت میں نقصان کا اندیشہ بلکہ یقین ہے۔جس کی رہبری کی گئی ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ دین کے معاملہ میں کسی پر اسلام قبول کرنے کے لئے زبردستی نہیں کی جاتی۔بلکہ دین قبول کرنے کے معاملے میں فرد کو مکمل آزادی دی گئی ہے۔جس دین کی حقانیت آفتاب کی مانند روشن ہو۔اس کے قبول کرنے پر کسی کو مجبور کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔علاوہ ازیں کسی دین کو قبول کرنے کا تعلق جب دل اور وجدان سے ہے تو اس میں تبلیغ اور ترغیب کا اسلوب تو کارآمد ہوسکتا ہے۔لیکن زور زبردستی کا یہاں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

مشہور مفسر ومورخ علامہ ابن کثیرؒ دمشقی نے اپنی تفسیر (۳۱۲/۱) میں لکھا ہے کہ:

’’بنوسالم بن عوف کے کوئی انصاری بزرگ مسلمان ہوئے تھے۔ان کے دولڑکے نصرانی تھے۔وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں اپنے دونوں لڑکوں کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کروں؟اسی درخواست کے جواب میں آیت:’’لا اکراہ فی الدین‘‘نازل ہوئی۔

یہاں پر ہم مذہبی رواداری یا مذہبی آزادی کے حوالے سے ذیل میں چند سطور کا حوالہ دینا ضروری سمجھتے ہیں:

''بیت المقدس کی فتح کے وقت حضرت عمرؓ کا اخلاق ہر فرد پر ثابت کرتا ہے کہ ملک گیران اسلام، اقوام مفتوحہ کے ساتھ نرم سلوک کرتے ہیں اور یہ سلوک اس مدارت کے مقابل میں جو صلیبیوں نے اس شہر کے باشندوں سے کئی صدی بعد کی۔ نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے...... اس وقت حضرت عمرؓ نے منادی کرادی کہ میں ذمہ دار ہوں کہ باشندگان شہر کے مال اور ان کی عبادت گاہوں کی حرمت کی جائے گی اور مسلمان عیسائی گرجوں میں نماز پڑھنے کے مجاز نہ ہوں گے۔'' (تمدن عرب ص۱۳۱،۱۳۲)

''جو سلوک عمرو بن العاصؓ نے مصریوں کے ساتھ کیا۔ وہ اس سے کم نہ تھا۔ انہوں نے باشندگان مصر سے وعدہ کیا کہ پوری مذہبی آزادی، پورا انصاف، بلا رورعایت اور جائیداد کی ملکیت کے پورے حقوق دئے جائیں گے۔ اور ان ظالمانہ اور غیر محدود مطالبات کے عوض میں جو شاہ یونان ان سے وصول کرتے تھے۔ صرف ایک معمولی سالانہ جزیہ لیا جائے گا۔ جس کی مقدار فی کس دس روپے تھے۔'' (تمدن عرب ص۱۳۲)

''عربوں نے اپنی رعایا کے ساتھ نہایت انصاف وانسانیت کا برتاؤ کیا اور ان کو پوری مذہبی آزادی دی، ان کے عہد میں کلیسا مشرقی اور مغربی دونوں رئیس الاساقفہ کو اس قدر آرام ملا۔ جو انہیں کسی وقت ہرگز نصیب نہیں ہوا تھا۔'' (تمدن عرب ص۱۳۹)

انسانی عزت ووقار کے تحفظ کا حق

اسلام نے ایک دوسرے کی عزت نفس کو مجروح کرنے کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے۔ کسی انسان کی دل آزاری کرنا۔ بلا کسی ثابت شدہ وجہ کے کسی سے بدگمانی کرنا یا بدگمان رہنا۔ کسی کی عزت پر حملہ کرنا۔ کسی کو برے القاب سے یاد کرنا۔ کسی کی برائیوں کا بلاوجہ کے اظہار۔ اور ان جیسے سینکڑوں مسائل ہیں جن میں سے بعض کو اخلاقی اور بعض کو قانونی جرم قرار دیا گیا ہے۔ کسی عام انسانی معاشرے میں کسی کی عزت ووقار کا قائم رکھنا بہت بڑا انسانی حق ہے جس کی اسلام نے بھرپور ضمانت دی ہے۔ قرآن کی سورہ حجرات میں ہے:

﴿اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔﴾

اسلام نے یہ ہدایت کی ہے کہ ہر انسان کی اپنی جگہ پر عزت نفس اسی وقت قائم رہ سکتی ہے جب دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھے۔ گویا یہ انفرادی حق درحقیقت اجتماعی انسانی حقوق کا ضامن بن سکتا ہے۔ چنانچہ مسند احمد اور ابوداؤد میں حدیث ہے: ''حسن الظن من العبادة'' ﴿حسن ظن رکھنا بہترین عبادت ہے۔﴾

بغض، حسد اور غیبت وغیرہ سے بچنا یا بچانا وہ انفرادی حقوق ہیں جن سے نہ صرف اپنی عزت ووقار کا تحفظ ہوتا ہے۔ بلکہ ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بہت سارے اجتماعی حقوق کی بھی پاسداری ہوتی ہے۔

تصوف کے مثالی پیشوا!

مولانا عبدالستار حیدری!

’’کل نفس ذائقة الموت ‘‘ جو بھی اس دنیا میں آیا ہے۔اس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

لیکن بعض شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جب وہ فانی دنیا سے رحلت فرماتی ہیں تو ان کی موت پر ایسا خلاء پیدا ہوتا ہے جو مدتوں پر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسی خدمات سرانجام دے کر اس دنیا سے کوچ کرتی ہیں کہ جو روز روشن کی طرح زمین کے نقشے پر نہ صرف نقش ہو جاتی ہیں۔ بلکہ وہ خدمات ان کی شخصیت اور کردار کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید بنا دیتی ہیں۔

انہی شخصیات میں سے ایک شخصیت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی بھی ہے۔ حضرت اقدس کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایسے محاسن اور معارف رکھے تھے کہ جنہیں دیکھ کر آپ کے صاحب بصیرت شیخ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ نے آپ کے والد گرامی سے آپ کو مانگ لیا تھا اور انہوں نے آپ کی خوبیوں کو جانچتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں آپ کی تربیت کی۔

حضرت خواجہ ابوسعد احمد خانؒ نے ۱۹۲۰ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خانقاہ کی بنیاد اپنے شیخ خواجہ سراج الدینؒ کی یاد میں کندیاں کے قریب رکھی اور یہ خانقاہ ۱۹۲۲ء کے اندر تعمیری لحاظ سے تکمیل کو پہنچی۔ یہی خانقاہ ہے کہ جس سے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ فیض یاب ہوئے۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ اس زمانے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم اور مثالی پیشوا تھے۔ جن کے چشمہ فیض سے ہزاروں انسانوں نے پیاس بجھائی اور حضرت خواجہ صاحبؒ قحط الرجال کے اس دور میں حقیقی اللہ والے تھے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مسلک کے سچے وارث اور حقیقی جانشین تھے۔

آپ دور حاضر میں علماء دیوبند کی نشانی اور اسلاف کی یادگار تھے۔ آپ نے خاموشی اور زہد میں ایسی شاہی کی کہ جسے صرف اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کی صحبت یاد الٰہی اور تزکیہ نفس میں روحانی ترقیات کا بڑا ذریعہ تھی۔ آپ کی دعاؤں، اقوال اور صحبت سے تاریکیاں دور ہوتیں۔ باطنی انوارات حاصل ہوتے۔ آپ علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت کے پیکر، تصوف وسلوک کے امام اور اہل حق کے سرخیل تھے۔ آپ ان عظیم المرتبت لوگوں سے تھے جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔

آپ کا روحانی سلسلہ خواجہ عثمان دامانیؒ اور عارف باللہ خواجہ مظہر جان جاناںؒ کے واسطے سے یعنی کل ۳۷ واسطوں سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے جاملتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ ہر سال اپنے شیوخ کے نام پر حج کیا کرتے تھے۔ آپ نے یہ سلسلہ حضور نبی کریم ﷺ سے شروع کیا اور شاہ ابوسعید دہلویؒ پر پہنچ کر خالق حقیقی سے جاملے۔

آپ ہر دینی تنظیم کی سربراہی فرماتے تھے۔ علماء دیوبند کی تمام جماعتوں کو آپ کی روحانی نگاہوں نے ایک

لڑی میں پرو رکھا تھا۔ چاہے وہ کسی میدان میں ہو۔ تصوف وسلوک کا میدان ہو یا دینی مدارس ہوں، یا دعوت تبلیغ کا شعبہ ہو۔ آپ خاص طور پر عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے ساتھ زیادہ دلچسپی اور لگن رکھتے تھے۔ کیونکہ یہ عقیدہ آپ کو اپنے شیوخ سے وراثت میں ملا تھا۔ آپ کا روحانی سلسلہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے اور عقیدہ ختم نبوت کی خاطر منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے لئے سیدنا ابوبکرؓ سب سے پہلے میدان کارزار میں اترے اور وہی اس کے امیر اوّل ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ نے خانقاہ سراجیہ کی مسند پر بیٹھ کر پچپن برس پر محیط ایک طویل عرصہ تک بے مثال خدمات سرانجام دیں۔ دین اسلام کی تبلیغ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لائے اور تمام جماعتوں سے وابستہ اکابر، اصاغر علماء کی اکثریت کو تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع کئے رکھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کا یہ فقید المثال کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔

۹؍اپریل ۱۹۷۴ء کو حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ اگر حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ نائب امیر بنیں تو میں بھی امارت قبول کرلوں گا۔ چنانچہ ۹؍اپریل ۱۹۷۴ء کو ہی حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور حضرت مولانا خان محمد صاحب نائب امیر منتخب ہوئے تھے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے انتقال کے بعد ۱۷؍اکتوبر ۱۹۷۷ء کو حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر منتخب ہوئے اور پھر تادم آخر امارت کا منصب آپ کے نام ہی سے منسوب رہا۔

اپنے عہد امارت میں آپ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سرگرم رہے۔ پوری دنیا میں سفر کئے۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر ملک سے فرار ہوکر اپنے حقیقی آقاؤں کے دیس برطانیہ جا بیٹھا تو حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ نے بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے جماعت کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ قادیانیوں کا تعاقب برطانیہ جاکر بھی کیا جائے اور اس سے پہلے کہ وہ برطانیہ میں بسنے والے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد میں مبتلا کردیں۔ برطانوی مسلمانوں میں تحفظ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کی جائے اور قادیانیت کے مکروہ عزائم سے انہیں ہر ممکن طریقے سے باخبر کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ آپ ہی کی زیر سرپرستی لندن میں ختم نبوت کا مرکز بناکر تحریر وتقریر کے ذریعے قادیانیوں کے باطل عقائد کی نقاب کشائی کی گئی اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو اس فتنہ خبیثہ کے شاطرانہ جال سے محفوظ ومامون بنایا گیا۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود دنیا بھر میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے منعقد ہونے والے اجتماعات، کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت فرماتے رہے۔ بالخصوص پاکستانی علماء کی نئی پود کو اس مشن کے لئے حضرت مرحوم نے کمربستہ کیا اور انہیں امریکہ، برطانیہ، جرمنی، ہالینڈ، فرانس، سپین، جنوبی افریقہ، انڈونیشیا اور تمام خلیجی ریاستوں میں وفود کی صورت میں روانہ کرکے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور مسلمانوں کو قادیانی گروہ کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی پرزور مہم شروع کی۔ جس کے نتائج انتہائی شاندار اور ایمان افروز رہے۔ یہی وجہ ہے کہ خانقاہ سراجیہ اور حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کو عالمی سطح پر مقبولیت

حاصل ہوئی۔ آپ کا نام اور کام ہر جگہ قابل ستائش وقابل احترام تسلیم کیے گئے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ آج ہم میں موجود نہیں ہیں۔ مگر ان کی پاکیزہ شخصیت کا تاثر، ان کے اعلیٰ افکار کی خوشبو، ان کی بے مثال کردار کی قوت اور ان کے اخلاق کریمانہ کی پر بہار یادیں ہمارا اثاثہ ہیں۔ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ زاد سفر ہیں۔ ایک بے مثال اور خاموش جدوجہد کا عملی نمونہ ہیں۔ ہم اہل غم، کشتگان فراق، حرماں نصیب تعزیت گزاروں کے لئے حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ کی شخصیت جادہ مستقیم پر بہرحال گامزن رہنے کا زندہ استعارہ ہے اور ہمیں انہی کی وراثت کے امین بن کر ختم نبوت کے تحفظ وعظمت وحرمت ازواج واصحاب رسول ﷺ کی نگہبانی کا فریضہ پوری جانفشانی سے سرانجام دینا ہوگا۔

حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ کے انتقال کے بعد خانقاہ سراجیہ کی مسند اور حضرت خواجہ صاحب کی جانشینی کے لئے بزرگوں نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے فرزند حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب مدظلہ کو منتخب کیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔ انہیں اپنے عظیم والد کے علم وعمل اور خانقاہ سراجیہ کی روشن روایات کا صحیح وارث وامین بنادے۔ آمین!

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا گوجرانوالہ میں خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا ہے کہ قادیانی غنڈہ گردی اور قتل وغارت کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مسلح گروہ بنا رکھے ہیں۔ مرزائیوں کی غنڈہ گردی کی سرپرستی اور فنانسنگ یہودی لابی کر رہی ہے۔ ہمارے حکمران اپنے ذاتی مفادات کے لئے چشم پوشی کر رہے ہیں۔ حکومت کو اپنی روش بدل کر مسلمان ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔ گوکھی کے مرزائی غنڈوں کو گرفتار کر کے قرارواقعی سزا دی جائے اور چناب نگر کی کچی آبادی کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور قادیانی جماعت کی لیز منسوخ کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کے ہیڈ آفس میں علماء کرام اور دینی کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت حضرت مولانا محمد اشرف مجددی نے کی۔

اس موقع پر سیالکوٹ سے مولانا فقیر اللہ اختر، نوشہرہ ورکاں سے محمد یونس ربانی، کاموکی سے مولانا یاسر الطاف اور رانا ذوالفقار علی، تاجر نمائندے محمد اکمل بٹ، جمعیت علماء اسلام کے مولانا قاری منیر احمد قادری، حاجی ریاض شاہد، عالمی مجلس ختم نبوت کے مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد ثاقب، سید احمد حسین زید، قاری محمد یوسف عثمانی کے علاوہ مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا حافظ محمد ارشد، مولانا محمد اکرم قاسمی، مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، محمد بابر گجر، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد شوکت، مولانا محمد ریاض کھنگوی، مولانا عبدالواحد رسول نگری، مولانا محمد اشرف قاسمی، مولانا داؤد نوید، مولانا مفتی جمیل احمد گجر، حاجی غلام نبی، مولانا محمد طیب اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

اس موقع پر ضلعی سطح پر مولانا محمد اشرف مجددی کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی قائم کی گئی جس میں مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، مولانا عبدالواحد رسول نگری، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اکرم قاسمی کو بطور رکن شامل کیا گیا۔ رابطہ کمیٹی ختم نبوت کانفرنس پھالیہ کی کامیابی کے لئے ضلع بھر کا دورہ کرے گی۔

پیر طریقت نواب عشرت علی خان قیصرؒ کا سفر آخرت!

مولانا سید محمد زین العابدین!

الحمد لله وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

۱۰ ؍صفر المظفر بمطابق ۳۱ ؍دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے شاگرد، ابوالبرکاء حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ و مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ کے خلیفہ مجاز، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ کے معتمد خاص، جامعہ دارالعلوم کراچی کی مجلس شوریٰ کے رکن پیر طریقت حضرت الحاج نواب عشرت علی خان قیصرؒ چورانوے سال کی عمر میں معمولی بیمار رہنے کے بعد راہی عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ ان للہ ما أعطیٰ وکل شیئ عندہ بأجل مسمّیٰ!

حضرت الحاج نواب عشرت علی خان قیصر رجب المرجب ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں ضلع علی گڑھ قصبہ مینڈھو متحدہ ہندوستان میں جناب نواب مسعود علی خانؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نمازی، پرہیزگار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند شخص تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت تھانویؒ سے بیعت تھیں۔ جبکہ آپ کے دادا نواب محمود علی خانؒ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت تھے۔ گویا کہ آپ کا ایک مذہبی اور دینی گھرانہ تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا کے قائم کردہ مدرسہ یوسفیہ میں حاصل کی۔ بعدازاں حضرت تھانویؒ کے حکم پر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے صاحبزادے سے گھر ہی میں تعلیم حاصل کی اور حضرت تھانویؒ نے تفسیر جلالین، مؤطاء امام مالکؒ اور ہدایہ اول کی آپ کو بسم اللہ کروائی۔ یہاں تک کہ جب آپ نے مولوی فاضل کی سند حاصل کی تو حضرت تھانویؒ نے اپنے دست مبارک سے آپ کے سر پر دستار فضیلت رکھی اور اٹھارہ سال کی عمر میں آپ کو بیعت بھی کرلیا۔

اس کے بعد آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور قانون کی ڈگری بھی حاصل کی۔ حضرت تھانویؒ کی رحلت کے بعد آپ نے حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ کی طرف رجوع کیا۔ حضرت پشاوریؒ نے آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا۔ ان کی رحلت کے بعد آپ نے مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ کی طرف اصلاحی مکاتبت شروع فرمائی اور ادھر سے حضرت نے بھی آپ کو اجازت بیعت مرحمت فرمادی۔ ان بزرگوں کے ساتھ ساتھ آپ کا حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا عبدالغنی پھول پوریؒ، حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ اور حضرت بابا نجم الحسنؒ سے بھی خصوصی تعلق تھا۔ ان بزرگوں کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا تھا۔ آپ ایک کامیاب مصلح ومربی تھے۔ آپ سے بے شمار لوگ بیعت تھے۔ آپ نے لوگوں کی بے انتہا خدمت بھی کی۔ چنانچہ حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ جب کراچی تشریف لاتے تو آپ کے گھر ہی ٹھہرتے اور آپ ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔

آپ جامعہ دارالعلوم کراچی کی مجلس منتظمہ کے رکن تھے۔ جامعہ دارالعلوم کراچی میں مختلف مواقع پر آپ کی اصلاحی مجلس بھی ہوا کرتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی مختلف مقامات میں آپ کی اصلاحی مجلس ہوتی تھی۔ آپ کی صوم وصلوٰۃ کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ آپ کی باون سال سے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی تھی اور یہ بات خود آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے آخری وقت میں فرمائی تھی۔

حضرت نواب عشرت علی خان قیصرؒ ایک عظیم انسان تھے۔ آپ کی رحلت سے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچا۔ خصوصاً اس وقت قحط الرجال کا دور دورہ ہے اور ہر طرف کا میدان بزرگوں سے خالی ہوتا نظر آتا ہے۔ آپ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔

آپ اتنے بڑے بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد متواضع شخصیت تھے۔ اس کا مشاہدہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ جامع مسجد بیت المکرم میں جب میں نے اصلاحی مجلس شروع کی تو حضرت چپکے سے اس مجلس میں آکر بیٹھتے اور مجلس کے اختتام پر جب مجھے علم ہوتا کہ حضرت بھی تشریف فرما ہیں تو میں پانی پانی ہو جاتا۔

بہرحال حضرت مرحوم کافی دنوں سے علیل تھے اور اب ان کا یہ معمول تھا کہ چھ ماہ کراچی اور چھ ماہ اسلام آباد میں رہا کرتے تھے۔ داعی اجل کا بلاوا آیا اور آپ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اگلے دن ظہر کے متصل مسجد آپ کے جسد خاکی کو جامعہ دارالعلوم کراچی کے جنازہ گاہ میں لایا گیا۔ خلق خدا جوق در جوق آپ کی آخری زیارت کو آرہی تھی۔ اسی دوران مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے آپ کے چہرہ پر نظر ڈال کر فرمایا کہ آپ کے پرسکون چہرہ کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی مشقتوں سے نکل کر اللہ کی رحمتوں میں پہنچ گئے۔

نماز جنازہ حضرت مفتی صاحب ہی نے پڑھائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے ساتھ رضاء ورضوان کا معاملہ فرما کر آپ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔

حیات نو کیپسول
New Gin-X ہربل
نیو کیسٹوسن
ساہیوال بھنگی جدید حب سلیمانی
طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کیلئے بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کیلئے
السعید (رجسٹرڈ)
ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی
دیپالپور بازار ساہیوال
Mob:0321-6950003
E-mail:saeedherbal@gmail.com
ڈیلرز: 0321-6418196 ۔ 0321-4130070-4538727 ۔ 0300-6968538
0301-8703827 ۔ 0307-5846369 ۔ 0313-5383497
0346-6195912 ۔ 0322-5188191 ۔ 0333-5203553 ۔ 0333-6597527
0321-6045069-8110902 ۔ 0333-6615996 ۔ 0300-5766587 ۔ 0346-9262961
0344-5262354 ۔ 0344-5262358 ۔ 0331-5492562
0333-7124782 ۔ 0321-4579369-3563193
064-3413447 ۔ 0305-6748911 ۔ 041-8726794 ۔ 0332-2809795

مولوی فقیر محمدؒ کا سانحہ ارتحال!

مولانا اللہ وسایا!

۱۷ مارچ ۲۰۱۲ء کو فیصل آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سیکرٹری اطلاعات مولانا فقیر محمدؒ انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا فقیر محمدؒ نے ابتداء میں گورنمنٹ ملازمت کی اور جنگلیات کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ بعد میں سرکاری ملازمت سے استعفاء دے دیا۔ آپ نے ٹاؤنز پلاننگ ویلفیئر سوسائٹی قائم کی اور اس کے پلیٹ فارم سے فیصل آباد شہر کے گردونواح میں جو نئی کالونیاں قائم ہوئیں۔ ان میں مساجد کے پلاٹ، سڑکوں کی تعمیر میں صحیح مٹریل کا استعمال، پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں بے ضابطگیوں کا ازالہ، ان جیسے مسائل میں عوام کی بے پناہ فری خدمات سرانجام دیں۔

آپ اہالیان فیصل آباد کے غرباء کے لئے انعام خداوندی تھے۔ جو ستم رسیدہ غریب آپ کے دروازہ پر آتا آپ اس کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ جوانی کے زمانہ میں فیصل آباد کے تمام محکموں کے افسران کے لئے مولانا فقیر محمدؒ کا نام حق وصداقت کی علامت تھا۔ کوئی بھی محکمہ کسی سے بھی زیادتی کرتا مولانا فقیر محمدؒ اس مظلوم کی مدد کے لئے لاٹھی سونت کر میدان میں ایسے اترتے کہ جب تک اس زیادتی کا ازالہ نہ ہوتا۔ آپ برابر میدان میں رہتے۔ کامیابی کے بعد میدان خالی کرتے تھے۔

آپ نے وقت کے بڑے بڑے فرعونوں کو للکارا اور ان کی رعونت کو خاک میں ملایا۔ آپ کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جو تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ آپ اکیلے انجمن تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو خوش نصیبی سے وافر حصہ دیا تھا۔ جس کام کو ہاتھ ڈالتے وہ خود بخود ٹھیک ہوتا چلا جاتا۔ ویسے بھی آپ کی خوبی تھی کہ جس کام کو شروع کرتے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائے بغیر دم نہ لیتے تھے۔

آپ نے فیصل آباد شہر کی مذہبی حیثیت کو برقرار رکھنے میں بھی مثالی کردار ادا کیا۔ جواء، میلوں کے موقع پر تھیٹر کے نام سے فحاشی وعریانی، ثقافتی طائفوں کے نام پر بے حیائی، میرا تھن ریس، فلموں میں کیمنگی وغیرہ کے حوالہ سے جو بھی غلط حکومتی حرکت دیکھتے، میدان میں اتر آتے اور اسے ختم کرائے بغیر چین سے نہ بیٹھتے تھے۔ اس کے لئے انہیں بسا اوقات قید وبند کی صعوبتوں، غلط مقدمات کے ذریعہ بلیک میل بھی کیا جاتا۔ مگر وہ کسی بھی دھونس ودھاندلی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ بہت ہی بہادری اور دھڑلے سے کام کرنے کے خوگر تھے۔ ایک زمانہ میں مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا افتخار الحسنؒ، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، مولانا تاج محمودؒ کے پاس کوئی غریب آتا۔ وہ خود انتظامیہ کو فون کر کے غریب پروری کرتے۔ اور اگر معاملہ پیچیدہ ہوتا تو وہ کام مولانا فقیر محمدؒ کے سپرد ہو جاتا۔ پھر وہ متعلقہ محکمہ میں صبح وشام پیروی کر کے اس غریب کی حق رسی کرتے۔

ایک بار فیصل آباد میں غالباً جاوید قریشی صاحب کمشنر تھے۔ روسی ثقافتی طائفہ فیصل آباد آرہا تھا۔ وہ طائفہ پروگراموں میں ناچ، گانا اور نہ معلوم ثقافت کے نام پر کیا کیا قباحتیں ساتھ لا رہا تھا۔ مولانا فقیر محمدؒ کو پروگرام کی تفصیلات کا علم ہوا۔ آپ نے اخبارات کو گرم گرم بیان جاری کردیا۔ نتیجہ میں کمشنر صاحب غضب آلود ہوگئے۔ حالانکہ وہ خود مرنجان مرنج انسان تھے۔ لیکن اقتدار کا گھوڑا بدمست ہونے میں دیر نہیں لگاتا۔ ایک درویش کی للکار پر ان کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔ نتیجہ میں مولانا فقیر محمدؒ پر غنڈہ ایکٹ کے تحت کیس درج ہوکر گرفتاری ہوگئی۔ گرفتاری کی خبر ملتے ہی پورے شہر کی دینی قیادت متحرک ہوگئی۔ طائفہ کی آمد پر متنازعہ پروگرام بھی بند ہوئے۔ مولانا بھی رہا کردیئے گئے۔ یوں ایک درویش نے اقتدار کو چاروں شانے چت کردیا۔ اس طرح کی بے شمار قربانیوں سے مولانا فقیر محمدؒ کی زندگی عبارت تھی۔

مولانا فقیر محمدؒ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں وابستہ ہوئے۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ کے آپ دست وبازو تھے۔ مولانا تاج محمودؒ آپ پر بے پناہ اعتماد کرتے تھے۔ مولانا فقیر محمدؒ بھی خود کو مولانا تاج محمودؒ کا رضا کار سمجھتے تھے۔ اس باہمی احترام واعتماد سے قادیانی فتنہ کے خلاف دونوں حضرات نے بھرپور ٹیم ورک کیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ۲۹ رمئی کے سانحہ ربوہ (چناب نگر) سے ۷ رستمبر کے پارلیمنٹ کے فیصلہ تک مولانا فقیر محمدؒ تحریک کے رہنماؤں کے ساتھ ہراول دستہ میں نظر آتے ہیں۔

آپ کو کام کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ سرکاری دفاتر سے کس طرح کام نکلوانا ہے۔ آپ پہلے شواہد ومعلومات کا ریکارڈ جمع کرتے۔ پھر اس کیس کی غیر قانونی پوزیشن کو زیر بحث لاکر سرکاری دفاتر کے افسران کے ناک میں دم کردیتے۔ اگر کسی سرکاری افسر نے جائز کام میں بھی لیت ولعل کیا تو اس محکمہ کے درجہ بدرجہ افسران بالا کے نوٹس میں لاکر اس معاملہ کو درست کرائے بغیر چین نہ لیتے تھے۔

ایک بار قادیانیوں نے شرارتاً مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کردیا۔ وہ مردہ نکلوایا گیا۔ قادیانیوں کے لئے جائے تدفین علیحدہ متعین والاٹ ہوئی۔ اس کی فرد لینا تھی۔ پٹواری نے قادیانی قبرستان کا لفظ لکھنا چاہا۔ مولانا فقیر محمدؒ نے کہا کہ غیر مسلموں کی جائے تدفین کے لئے قبرستان کی بجائے مرگھٹ کا لفظ ہوتا ہے۔ اس نے شکریہ بھی ادا کیا اور فرد میں قادیانی مرگھٹ کا لفظ لکھا۔ آپ نے اگلے دن اخبارات کو خبر جاری کردی۔

مولانا فقیر محمدؒ زندگی بھر جمعہ کی نماز جامع مسجد ریلوے میں مولانا تاج محمودؒ کے پیچھے ادا کرتے رہے۔ پھر صاحبزادہ طارق محمودؒ اور اس کے بعد صحت کے ساتھ دینے تک صاحبزادہ مبشر محمود کے ہاں جمعہ ادا کرتے۔ غرض وہ اچھی روایات کو نبھانے کے عادی تھے۔

اخبارات کے لئے خبر بنانے کے آپ ماسٹر تھے۔ نپے تلے الفاظ میں خبر بنانا آپ پر بس تھا۔ نامہ نگار، یا نیوز ایڈیٹر کے لئے مولانا کی تیار کردہ خبر سے ایک لفظ کی بھی ترمیم واضافہ کی گنجائش نہ ہوتی تھی۔

آپ نے پوری زندگی سلیقہ سے گزاری۔ قلم اچھا استعمال کیا۔ کتنے نمبر کی نب ہے۔ یہ نب کتنے سال استعمال کی۔ اس کا بھی ان کے پاس ریکارڈ ہوتا تھا۔ ہر کام کی علیحدہ ان کے پاس فائل ہوتی تھی۔

قادیانی فتنہ کی سنگینی وتعدی سے حکومتی حلقہ کو باخبر رکھنے کے لئے سب سے زیادہ کام اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے لیا۔ ان کے بعد جناب شورش کاشمیریؒ۔ پھر مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور مولانا تاج محمودؒ کا نام آتا ہے۔

سرکاری دفاتر کے ساتھ خط وکتابت اور اس کی پیروی یہ کام اللہ تعالیٰ نے مولانا فقیر محمدؒ سے لیا اور خوب لیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا مرحوم قادیانی فتنہ کے شب وروز کی سازشوں سے باخبر ہوتے تھے اور پھر قانونی راستہ سے ان کا ناطقہ بند کرتے۔

مولانا فقیر محمدؒ کی وفات سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کی تلافی بہت مشکل سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ علاج ومعالجہ جاری رہا۔ آپ کی اولاد نے خدمت کا حق ادا کیا۔ وقت موعود آن پہنچا اور آپ مسکراتے چہرے سے اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوگئے۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ عجب آزاد مرد تھا۔

قادیانی حضرات کی خدمت میں!

آنحضرتﷺ کے چار صاحبزادے تھے۔ بعض حضرات نے کہا کہ تین صاحبزادے تھے۔ طیب یا طاہر۔ یہ ایک صاحبزادہ کی کنیت تھی۔ آج تک کسی مورخ نے تین یا چار سے زیادہ آنحضرتﷺ کے صاحبزادوں کی تعداد نہیں لکھی۔ لیکن دجال قادیان نے یہ لکھ کر جھوٹ کی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا کہ:

”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپؐ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہوگئے۔“ (چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ ص۲۹۹)

قارئین کرام! یہ حوالہ تو میں نے پہلے پڑھا ہوا تھا۔ لیکن آج مورخہ ۱۶؍مارچ ۲۰۱۲ء کو احتساب قادیانیت ج۴۳ کی تیاری کے لئے محترم جناب شیخ محمد راحیل مرحوم کے مضامین پر کام کرتے ہوئے ایک ایسا حوالہ نظر سے گزرا۔ جو کم از کم میرے لئے بالکل نیا ہے۔ جو یہ ہے:

”ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپؐ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا؟۔“ (ملفوظات ج۶ ص۵۷)

یقین فرمائیے۔ فقیر نے یہ حوالہ پڑھا تو ششدر رہ گیا۔ پاکستانی شیعہ حضرات آنحضرتﷺ کی ایک صاحبزادی مانتے ہیں۔ سنی حضرات کے نزدیک حضورﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں اور یہی صحیح ہے۔ خود شیعہ حضرات کی امہات الکتب میں بھی صاحبزادیوں کی تعداد چار بیان کی گئی ہے۔ خیر! ایک یا چار کی بحث تو ہے۔ لیکن آج تک کسی بھی مورخ نے آنحضرتﷺ کی بارہ صاحبزادیاں نہیں لکھیں۔ یہ دجال قادیان کا کمال ہے کہ جھوٹ بولتے بولتے جھوٹوں نے بھی کان کتر لئے۔ اے کاش قادیانی حضرات اس پر غور فرمائیں۔ فقیر اللہ وسایا!

مولوی فقیر محمدؒ چل بسے!

احمد کمال نظامی!

برصغیر پاک وہند میں انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں قادیانی فتنہ نے جنم لیا تو اس کا سر کچلنے کے لئے برصغیر پاک وہند میں بہت سی شخصیات اٹھ کھڑی ہوئیں اور اسے جڑ سے اکھاڑنا اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے لیا۔ یوں تو برصغیر پاک وہند میں درجنوں عاشقان رسول نے فتنہ قادیانیت کے کوڑھ کا سر قلم کرنے کے لئے تاریخ ساز کام کیا۔ لیکن مجلس احرار اسلام کے بانی رکن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تو برصغیر میں ایک ایسی سپاہ تیار کی جس کا ہر سپاہی اپنی جگہ تحریک ختم نبوت کا بے تیغ سپاہی تھا۔

ان میں سے ایک مرحوم مولوی فقیر محمد فیصل آباد کی سرزمین پر تحریک ختم نبوت کا بے تیغ سپاہی تھے۔ جو تحریک ختم نبوت میں تادم آخر سرکار دو عالم a کی محبت اور عشق رسول کا ثبوت دیتے ہوئے ہر محاذ پر ہراول دستہ میں دکھائی دیتے تھے۔ رد قادیانیت کے لئے فیصل آباد میں کوئی تحریک چلی۔ کوئی محاذ قائم ہوا۔ وہ اس وقت تک مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا جب تک اس میں مولوی فقیر محمدؒ اور مرحوم مولانا تاج محمودؒ شامل نہ ہوتے تھے۔ چونکہ مرحوم مولوی فقیر محمد سے راقم کے گہرے مراسم تھے اور بعض اوقات تو مرحوم کسی نہ کسی سماجی مسئلہ پر زور انداز میں مجھے قلم اٹھانے پر مجبور بھی کر دیتے تھے اور میں ذاتی طور پر مانتا ہوں کہ مرحوم کے دل ودماغ کے کسی گوشہ میں گستاخ رسولؐ کے لئے کوئی نرمی نہیں تھی۔ جس طرح مرحوم ومغفور والد محترم بشیر نظامی کی لغت میں غدار ملت اسلامیہ کے لئے عزت کے القابات نہیں تھے۔ بلکہ وہ ایسے افراد کے لئے اپنی تلوار ہمیشہ نیام سے باہر رکھتے تھے۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کرنے کے جرم میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب ہے۔ توہین رسالت کے جرم میں یہ ابوجہل، ابولہب اور ولید بن مغیرہ ہے اور قرآن میں تحریف کرنے کے جرم میں یہ یہودی ونصرانی ہے اور صحابہ کرامؓ کی توہین کرنے میں یہ ابن سبا ہے۔ دین اسلام سے پھر جانے کے جرم میں یہ زندیق ہے اور اسلام کو گالیاں دینے کے جرم میں راجپال اور سلمان رشدی ہے۔

یہ عقیدہ ہر اس شخص کا ہے جو رسول اللہ a کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے اور اپنے ایمان کا عملی مظاہرہ فتنہ قادیانیت کے رد میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے کرتا ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ مولوی فقیر محمدؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ہونے کی حیثیت سے قادیانیت، بانی فتنہ قادیانیت اور اولاد قادیانیت کی سرجری تادم آخر کرتے ہوئے جہاں ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کی زہرناکیوں سے آگاہ کیا۔ وہاں قادیانیوں کے بہروپی لباس کو تار تار کرنے کا کوئی موقعہ بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور ان کا عقیدہ تھا اور برحق عقیدہ تھا کہ قادیانیت کے خلاف جہاد کرنا شیطانیت کے اور سامراجیت کے خلاف جہاد ہے اور حیران کن حد تک وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے باخبر ہوتے تھے اور ان کے ہر فتنہ اور ہر سازش کو اپنے بیانات کے ذریعے ملت اسلامیہ کو خبردار کرنا اور اس کے خاتمہ کے لئے سرگرم عمل ہونا ان کا شیوہ زندگی تھا۔

مرحوم مولوی فقیر محمد تادم آخر فتنہ قادیانیت کو رد کرتے رہے اور اس کا ایک عالم گواہ ہے اور انہوں نے دن رات سخت جانفشانی اور لگن سے اپنے مشن کو جاری رکھا اور یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ ’’ریاست قادیاں‘‘ ربوہ کا نام تبدیل کرا کر چناب نگر رکھنے کی تحریک بھی انہوں نے پروان چڑھائی۔ اور یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ۱۹۷۴ء ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جب نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر قادیانیوں کی غنڈہ فورس نے حملہ کیا اور طلباء کو اپنی بربریت کا وحشیانہ انداز میں بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا اور جب یہ طلباء خون میں لت پت فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پہنچے تو اس ظلم و بربریت کے خلاف فیصل آباد میں جو احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ اس جلوس کی قیادت مولانا تاج محمودؒ اور مولوی فقیر محمدؒ نے کی اور پھر انہی کی صدائے عشق پر پورے پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی۔ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اول و آخر مطالبہ تھا۔ اور جو تحریک ۱۹۵۳ء میں چلی تھی۔ جس کے نتیجہ میں لاہور میں جنرل اعظم خان کی کمان میں پہلا مارشل لاء لگایا گیا تھا اور اس تحریک میں مولانا مودودی مرحوم اور مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم کو فوجی عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا تھا اور فیصل آباد میں اس تحریک کے دوران فوج نے چنیوٹ بازار میں گولی چلائی تھی جس سے چند عاشقان رسول a نے شہادت کا رتبہ بھی حاصل کیا تھا جس جلوس پر فوج نے گولی چلائی تھی۔ اس میں مولوی فقیر محمدؒ بھی شامل تھے۔ گو بظاہر ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت تو کامیاب نہ ہوسکی۔ لیکن ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور قومی اسمبلی کی متفقہ آئینی ترمیم کی روشنی میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان ہی نہیں کیا۔ بلکہ قادیانی قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

تحریک ختم نبوت کے بے تیغ سپاہی ہونے کے ساتھ ساتھ مولوی فقیر محمدؒ کا ایک سماجی کارکن ہونے کے ناتے بھی ایک شاندار کردار رہا ہے اور فیصل آباد کے مسائل کو وہ اپنے بیانات کے ذریعے انتظامیہ کو ان کی طرف توجہ کرنے پر مجبور کر دیتے تھے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ایک زمانے میں مولوی فقیر محمدؒ تو انتظامی افسران کے لئے دہشت کی علامت تھے اور انتظامی افسران ان سے خوف زدہ رہتے تھے اور ان کا عوام میں زور توڑنے کی انتظامیہ اقدامات بھی اٹھاتی۔ بلکہ اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے انہیں تنگ کرنے اور خوف زدہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھی۔

جب فیصل آباد میں روسی طائفہ آ رہا تھا تو مولوی فقیر محمدؒ نے روسی طائفہ کے فیصل آباد آمد کے خلاف تحریک چلائی تو انتظامیہ نے مولوی صاحبؒ کی تحریک کو ناکام بنانے کے لئے انہیں غنڈہ ایکٹ کے تحت گرفتار کرتے ہوئے غنڈہ قرار دے دیا۔ اس کے باوجود انتظامیہ اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہوسکی اور مولوی فقیر محمدؒ کی غنڈہ ایکٹ میں گرفتاری کے خلاف میڈیا نے اس حکومتی اقدام کو شیطانیت کی بدترین چال قرار دیا۔

غرض کہ فیصل آباد میں بلدیاتی اور سماجی مسائل کے حوالہ سے بھی مرحوم کی خدمات کا سارا فیصل آباد اعتراف کرتا ہے۔ مرحوم کی تمام زندگی دین اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ کرنے اور خلق خدا کی بے لوث سماجی خدمت کرنے، قادیانیت کے خاتمے، رواداری، بھائی چارے، برداشت اور اتحاد امت کے لئے خدمات قابل تحسین ہیں اور مرحوم ایک درویش صفت اور بوریا نشین قسم کے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ملائکہ مرحوم کا ایک عاشق رسول کی طرح استقبال کریں۔ آمین! (بشکریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ مارچ ۲۰۱۲ء)

مولانا عبدالستارؒ ساہیوال کے حالات زندگی!

مولانا عبدالباسط!

حضرت مولانا عبدالستارؒ ۱۹۵۰ء چک ۱۱۸ رگ ب ضلع فیصل آباد کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حاجی علی محمدؒ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالعزیزؒ مسجد نور ساہیوال کے مریدوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ مولانا عبدالعزیزؒ آپ کے گاؤں تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے والد محترم کو آپ کی (یعنی مولانا عبدالستارؒ) طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس بچے کو مجھے دے دیں۔ میں اس کو قرآن مجید حفظ کراؤں گا اور اسے دین پڑھاؤں گا۔ اس وقت مولانا عبدالستارؒ کی عمر ۱۲ سال تھی اور چند دنوں کے بعد مولانا عبدالستارؒ کے والد محترم حاجی علی محمدؒ اپنے فرزند کو لے کر جامعہ انوریہ ساہیوال آئے اور مولانا عبدالعزیزؒ کے حوالے کر دیا۔ اس طرح آپ کی تربیت شروع ہوئی۔ مولانا عبدالعزیزؒ اور خادم مسجد صوفی صاحب جو کہ بہت نیک بزرگ تھے۔ ان کے زیر سایہ قرآن مجید حفظ شروع کیا۔ مولانا عبدالعزیزؒ نے مولانا عبدالستارؒ کی تربیت احسن انداز سے کی۔ آپ ان سے انتہائی شفقت کیا کرتے تھے۔ مولانا عبدالستارؒ نے والد کی طرح مولانا عبدالعزیزؒ کی خدمت کی۔ مولانا عبدالعزیزؒ نے بھی مولانا عبدالستارؒ کو اپنے بیٹوں کی طرح رکھا۔ مولانا مرحوم سے خدمت کی وجہ سے اکثر سبق یاد کرنے میں کوتاہی ہو جاتی تھی تو مولانا مرحوم کے ساتھی اور استاذ اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ مولانا عبدالعزیزؒ کی خدمت میں لگا رہتا ہے۔ سبق یاد نہیں کرتا۔ کیا تو صرف خدمت کرنے ہی آیا ہے۔ استاذ صاحب نے ڈانٹا تو مولانا مرحوم بڑے ہی غمگین ہو کر رونے لگے۔ مولانا عبدالعزیزؒ کو پتہ چلا تو مولانا مرحوم کو بلا کر پیار کیا اور بہت ساری دعائیں دے کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے دین کا کام لیں گے۔ حفظ کے دوران مولانا مرحوم کے قریبی ساتھی حافظ عبدالماجد، قاری محمد اقبال خطیب پولی ٹیکنیکل کالج اور قاری عبدالجبار مہتمم جامعہ محمدیہ ساہیوال تھے۔ اسی طرح مولانا مرحوم نے تین سال کے عرصے میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد مولانا عبدالعزیزؒ نے درس نظامی حاصل کرنے کے لئے مولانا مرحوم کو جامعہ رشیدیہ میں داخل کروادیا اور وہاں بھی تمام اساتذہ کرام نے انتہائی شفقت فرمائی۔ جس میں خصوصاً حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدیؒ آپ سے دلی محبت فرماتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا عبداللہ رائے پوریؒ، علامہ غلام رسولؒ، مولانا مختار احمدؒ، مولانا عبدالمجیدؒ، مولانا مفتی مقبول احمدؒ اور حافظ محمد صدیقؒ بھی آپ کے شفیق اساتذہ کرام میں سے تھے۔ آپ نے آٹھ سالہ درس نظامی کا کورس کیا اور دورہ حدیث بھی جامعہ رشیدیہ سے کیا۔ مولانا مرحوم کے قریبی ساتھیوں میں سے مولانا عنایت اللہ شاکر، قاری محمد یوسف ضیاء، مولانا حبیب اللہ شاکر، مولانا قاری محمد عبداللہ، مولانا محمد قاسم بہاولنگری، مولانا عبدالقیوم شیخوپوری تھے۔

مولانا مرحوم نے ۱۹۷۱، ۱۹۷۲ء میں محمدی مسجد بالمقابل بٹالہ مسلم ہائی سکول ساہیوال میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور دو سال تراویح بھی پڑھائی۔ ایک سال تراویح کامرس کالج میں پڑھائی۔ تقریباً دو سال قصبہ نور شاہ (چوبارے والی مسجد) جو آج کل مدنی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ صدر بازار میں امامت وخطابت کے

فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۷۵ء میں قاری محمد اقبال کی ہمشیرہ حافظہ قاریہ سے مولانا مرحوم کی شادی ہوئی جس سے چار بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ایک بیٹا آپ کی زندگی میں ہی دوران تعلیم شہید ہوگیا۔ باقی تین بیٹے حافظ قاری ہیں۔ ان میں سے ایک بیٹا عالم ہے اور دوسرا بیٹا عالم اور مفتی ہے۔ ۱۹۷۶ء کو مولانا مرحوم محکمہ اوقاف کی مسجد نور میں بطور امام اور خطیب مقرر ہوئے اور تقریباً ایک سال بعد ۱۹۷۷ء میں مرکزی جامع مسجد عیدگاہ میں محکمہ اوقاف کی طرف سے مقرر ہوئے۔ ان دنوں میں سابقہ خطیب و بانی حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ خانؒ فاضل دارالعلوم دیوبند علیل تھے۔ انہوں نے پورا انتظام وانصرام مولانا عبدالستارؒ کے حوالے کر دیا اور ان کے حق میں دعا بھی کی کہ اللہ ان سے دین کا کام لیں۔ مولانا عبدالستارؒ نے مسجد کا خزانچی اپنے بچپن کے بااعتماد دوست حافظ عبدالماجد کو بنا دیا جو تا حال بطور خزانچی کام کر رہے ہیں اور مسجد میں تراویح پڑھانے کا فریضہ بھی ان کو سونپا گیا۔ ان سے قرآن مجید کا دور بھی کرتے تھے۔ حافظ عبدالماجد نے ۱۹۷۷ء سے ۲۰۰۰ء تک مرکزی جامع مسجد عیدگاہ میں تراویح پڑھائی اور ۲۰۰۰ء سے لے کر اب تک مولانا مرحوم کا بیٹا مفتی عبدالصمد تراویح پڑھا رہے ہیں۔ مولانا عبدالستارؒ نے ۱۹۸۸ء میں بوسیدہ مسجد کو شہید کر کے از سر نو تعمیر شروع کی جس کی تعمیر چند سالوں میں مکمل ہوگئی اور اس مسجد کو اتنی عالی شان اور خوبصورت بنایا کہ پنجاب کی بڑی اور خوبصورت اور عالی شان مساجد میں شمار ہونے لگی۔ ۱۹۸۸ء میں مولانا مرحوم نے جامعہ اشرفیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس میں بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں اور اس ادارہ میں مختلف شعبہ جات احسن طریقے سے چل رہے ہیں۔ قرآن مجید ناظرہ وحفظ، درس نظامی، دارالافتاء والتحقیق اور بنات میں ترجمہ وتفسیر کے شعبہ جات احسن طریقے سے چل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے آبائی گاؤں میں اپنی جگہ پر مدرسہ جامعہ مدینہ کے نام سے اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لئے قائم کیا۔ اس میں بھی بچے بچیاں قرآن مجید حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ساہیوال شہر اور ڈویژن کے مدارس اور مساجد کی ہر طرح کی معاونت اور سرپرستی کیا کرتے تھے۔ مولانا مرحوم کی خدمات کو دیکھتے ہوئے انتظامیہ نے آپ کو امن کمیٹی اور رویت ہلال کمیٹی کا رکن نامزد کیا۔

حضرت مولانا عبدالستارؒ تقریباً ۷ ماہ سے علیل چلے آرہے تھے۔ بیماری کی حالت میں بھی ساہیوال کے کسی دینی پروگرام میں شرکت سے نہیں رکے۔ آخرکار ۲ فروری بروز جمعرات بعد از نماز عشاء سیرت النبیؐ کے عنوان سے سیمینار میں مولانا انعام اللہ شاہ بخاری کی دعوت پر شرکت کی اور کچھ دیر کے لئے سٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔ واپسی پر طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ مقامی ہسپتال لے جایا گیا۔ طبیعت نہ سنبھلنے پر لاہور منتقل کیا گیا۔ جہاں آپ بروز جمعۃ المبارک ۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۳ فروری ۲۰۱۲ء کو ۶۳ سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے کوچ فرما گئے۔

آپ کی نماز جنازہ گورنمنٹ ہائی سکول کے گراؤنڈ میں ہزاروں سوگواروں نے ادا کی۔ جس میں معززین شہر، دینی، سیاسی اور ہر مکتبہ فکر کے افراد شامل ہوئے اور وزیر عشر وزکوۃ ملک ندیم کامران نے جنازہ میں شرکت فرما کر آپ کو خراج عقیدت پیش کیا اور پیر طریقت حضرت مولانا قاری عبدالحئی عابد مدظلہ جنہوں نے حضرت مولانا عبدالستار کو چند سال پہلے اپنی خلافت سے بھی نوازا تھا۔ وہ بھی شریک ہوئے۔ نماز جنازہ پیر جی عبدالحفیظ مدظلہ نے پڑھائی اور مولانا عبدالستارؒ کی تدفین ماہی شاہ قبرستان بالمقابل محمدی مسجد کربلا روڈ ساہیوال میں ہوئی۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس...... فیصلے...... تجاویز!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۱؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز اتوار دس بجے صبح دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے کی۔

اجلاس میں مجلس کے مرکزی نائب امیر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف اسلام آباد، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا نورالحق نور پشاور، علامہ احمد میاں حمادی ٹنڈو آدم، قاری خلیل احمد سکھر، قاضی عزیز الرحمٰن رحیم یار خان، حاجی سیف الرحمٰن بہاول پور، مولانا بشیر احمد راجن پور، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، قاضی فیض احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، حافظ محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ، قاری انوار الحق، مولانا عبدالواحد کوئٹہ، مفتی ظفر اقبال کہروڑپکا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا مفتی محمد حسن لاہور، جناب مولانا ممتاز احمد انگلینڈ نے شرکت کی۔

گزشتہ اجلاس کی کاروائی کی خواندگی مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے کی اور حضرت الامیر دامت برکاتہم نے توثیقی دستخط فرمائے۔ گزشتہ سال انتقال فرمانے والے مرحومین کی مغفرت کی دعا کی گئی۔

مولانا جالندھری نے بتلایا کہ جماعت میں مبلغین، مدرسین، خدام، معاون مبلغین دعوت وتبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ملک بھر میں پورے سال ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں اور اجتماعات کا سلسلہ اندرون وبیرون ملک جاری رہتا ہے۔ کچھ مقامات پر بین الاضلاعی کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ امسال ۷؍اپریل کو ساہیوال، ۱۴؍اپریل کو پھالیہ منڈی بہاؤالدین، ۲۱؍اپریل کو باغبانپورہ لاہور تجویز کی گئی ہیں۔

ردقادیانیت کورسز

ملک بھر میں ردقادیانیت کورسز کا سلسلہ پورے سال جاری رہتا ہے۔ بڑا کورس چناب نگر میں ہوتا ہے۔ جس میں سینکڑوں علمائے کرام، مدارس عربیہ کے منتہی طلبہ، عصری تعلیمی اداروں کے تربیت یافتگان شرکت کرتے ہیں۔ کورسز میں ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔ سالانہ سہ ماہی کورس گزشتہ سال دفتر مرکزیہ میں شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں منعقد ہوا جس میں انیس علمائے کرام نے شرکت کی۔ جن میں مولانا مختار احمد کو تھرپارکر، مولانا ریاض احمد کو شیخوپورہ، مولانا محمد اسلم کو خوشاب، مولانا خالد عابد کو سرگودھا میں معاون مبلغ، مولانا صفدر حسین کو لائبریری دفتر مرکزیہ اور مولانا عبدالرحمٰن کو مرکز ختم نبوت کی مسجد کا مؤذن ونائب امام مقرر کیا گیا۔ مجلس شوریٰ نے تقرریوں کی توثیق کی۔ طے کیا گیا کہ ملک بھر میں بنات اور خواتین میں کورسز کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ

خواتین بھی قادیانیت کے دجل وفریب سے آگاہ ہوسکیں۔ نیز جہاں جہاں کورس منعقد ہوں وہاں اہتمام کے ساتھ لٹریچر بھی تقسیم کیا جائے۔ الحمدللہ! ملک بھر میں بیداری کی لہر موجود ہے۔ مسلمانان پاکستان قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو کسی صورت میں برداشت نہیں کرتے۔

قبول اسلام

مولانا اللہ وسایا نے قادیانیوں کے قبول اسلام کی رپورٹ پیش کی۔ مولانا نے بتلایا کہ تونسہ شریف کی معروف قادیانی فیملی قیصرانی خاندان سے سردار امام بخش قیصرانی گزشتہ دنوں حضرت الامیر دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ گجرخان کے علاقہ میں کئی قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ ۱۶۵رقادیانی افراد انڈونیشیا میں مسلمان ہوئے۔ مولانا نے ہاؤس کو بتلایا کہ قادیانیت اپنی جگہ سے ہلی ہوئی ہے۔ مولانا نے بتلایا کہ سرائے نورنگ کے معروف قادیانی صاحبزادہ فیملی کے سات افراد نے اسلام قبول کیا۔ اراکین شوریٰ نے کہا کہ اس قسم کے واقعات کا تذکرہ اپنے رسائل اور اجتماعات میں ضرور کیا جائے۔ اس سے اسلام قبول کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

مجلس کے زیر اہتمام مدارس

حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے بتلایا کہ مجلس کے زیر اہتمام چھوٹے بڑے تقریباً ایک درجن مدارس کام کررہے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

چناب نگر: مدرسہ عربیہ ختم نبوت مجلس کے زیر اہتمام بڑا ادارہ چناب نگر میں واقع ہے۔ جس میں تین سو مسافر طلبہ کرام زیر تعلیم ہیں۔ جن میں سے نوے درجہ کتب میں ہیں۔ درجہ کتب خامسہ تک ہے۔ دوسو سے زائد طلبہ درجہ قرآن پاک میں ہیں۔ پانچ اساتذہ کرام حفظ میں کام کررہے ہیں۔ سات اساتذہ کرام درجہ کتب اور اسکول میں۔

دارالہدیٰ پرمٹ: نوے طلبہ کرام دارالہدیٰ پرمٹ میں زیر تعلیم ہیں۔ تین اساتذہ کرام پڑھاتے ہیں۔

مدرسہ ختم نبوت گوجرانوالہ: کنگنی والا ہاشمی کالونی میں قائم مدرسہ میں پچیس مسافر طلبہ کرام زیر تعلیم ہیں۔

بہاول پور: جامع مسجد الصادق بہاول پور میں حفظ کی کلاس ہے۔ جس میں مقامی طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

ملتان: دفتر مرکزیہ میں قائم مدرسہ میں مقامی بچے قرآن پاک حفظ وناظرہ کی تعلیم میں مصروف ہیں۔

کنری: میں مدرسہ تعلیم القرآن کامیابی سے چل رہا ہے۔ جس میں بنین وبنات دونوں شعبے کام کررہے ہیں۔

کراچی: میں دو اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم قرآن کا شعبہ کامیابی کی طرف گامزن ہے۔

نالی تھرپارکر: میں مسجد، مدرسہ، خطیب ومبلغ کا نظم مجلس چلارہی ہے۔ مدرسہ کے متصل پلاٹ ملنے کی توقع ہے۔ اگر مل گیا تو بنات کے مدرسہ کی تعمیر کی اجازت دی گئی۔

جابہ، کوٹری، لاہور میں مدارس کا سلسلہ جاری ہے۔ گوجرہ میں وقف شدہ پلاٹ پر مسجد کی تعمیر کا سنگ بنیاد گزشتہ دنوں حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے رکھا ہے۔

اسیران ختم نبوت

مجلس کریمنل کیسوں میں کبھی بھی ملوث نہیں رہی۔ لیکن بعض مقامات پر مسلمان قادیانی جارحیت کا شکار ہوتے ہیں تو مجلس مظلوم مسلمانوں کی قانونی ومالی امداد کرتی ہے۔ ناجائز کیسوں میں ملوث اسیران کو جیل اور گھروں میں وظائف دیئے جاتے ہیں۔ مہنگائی کے تناسب سے اضافہ کی اجازت دی گئی۔

بنگلہ دیش: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ بنگلہ دیش کی خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین ہیں نے بتلایا کہ بنگال کا مسلمان قادیانیت کے مقابلہ میں متحرک وفعال ہے۔ آئینہ قادیانیت کا بنگلہ زبان میں ترجمہ ہوا۔ جو شائع ہوگیا ہے۔

سری لنکا: حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ مرکزی نائب امیر کی قیادت میں ایک وفد نے سری لنکا کا دورہ کیا۔ مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت وتقسیم کا عمل جاری ہے۔

انڈونیشیا: میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جاچکی ہے۔ مساجد کے نام پر قادیانیوں کی عبادت گاہیں سیل کی جاچکی ہیں۔ علمائے کرام کے مشورہ سے وہاں کی وزارت مذہبی امور نے قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی عائد کردی ہوئی ہے۔ قادیانی اسلام کے نام سے تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اسلام کا نام استعمال نہیں کر سکتے۔ الحمدللہ! ان کے مراکز ناکام ہوچکے ہیں۔

یورپ سے قادیانیوں کا سفر حج: امریکہ، برطانیہ، کینیڈا اور دوسرے یورپی ممالک سے قادیانی اپنے آپ کو مسلمان شو کر کے حج کے لئے جاتے ہیں۔ سعودی گورنمنٹ سے وفود ملے۔ خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ سعودی گورنمنٹ نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر کوئی قادیانی دھوکہ کے ساتھ سفر حج پر آجائے تو معلوم ہونے پر اسے واپس کردیا جائے گا۔ یورپ کے مسلمان ایمبیسڈرز سے مل کر حل نکالیں۔

پشاور میں کام کی رفتار

مجلس خیبر پختونخواہ کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ نے ہاؤس کو بتلایا کہ پشاور کی ۹۲ یونین کونسلوں میں جس جس یونین کونسل میں قادیانیوں کی سرگرمیاں تھیں۔ تین سال سے زائد عرصہ ہورہا ہے کہ ان کا مکمل بائیکاٹ جاری ہے۔ عبادت گاہ پر تالا لگا ہوا ہے۔ وہ اپنی زمین بیچنا چاہتے ہیں۔ کوئی خریدار نہیں۔ تین ویب سائٹس کام کر رہی ہیں۔ بلوچستان بھر میں کانفرنسوں کی اجازت دی گئی۔ مرکزی شعبہ تبلیغ کو مزید موثر بنانے کی تجاویز زیر غور آئیں۔

امسال چناب نگر کانفرنس ۴،۵؍اکتوبر ۲۰۱۲ء کو منعقد کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے امور زیر غور آئے۔ اجلاس میں مبلغین کی کارکردگیوں کا بھی جائزہ لیا گیا۔

اجلاس مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

اسلام زندہ باد کانفرنس!

جمعیت علمائے اسلام کا قابل تبریک کارنامہ!

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ!

متحدہ ہندوستان میں استخلاص وطن کی تحریک کی آبیاری اور اسے پروان چڑھانے کے لئے علمائے حقہ ہی پیش پیش تھے۔ اسی طرح تحریک پاکستان میں بھی علمائے کرام کا کردار مثالی تھا۔ جس کے نتیجہ میں ملک عزیز پاکستان وجود میں آیا۔

پاکستان کی بنیاد اور اساس نفاذ اسلام تھی۔ پاکستان کا مطلب کیا: ''لا إلہ إلا اللّٰہ'' جیسے نعرے سے عوام کے ایمان وایقان کو انگیخت کیا گیا۔ لیکن ابتداء ہی سے خصوصاً قائد ملت لیاقت علی خان مرحوم کے بعد تدریجاً یہاں نفاذ اسلام نہیں ہونے دیا گیا۔

۹،۱۰ ر فروری ۱۹۴۹ء مطابق ۱۰،۱۱ ر ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ کو جمعیت علمائے اسلام کے زیر اہتمام ڈھاکہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس کے خطبۂ صدارت میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس طبقہ کی تمام کج ادائیوں کو طشت ازبام کیا اور نفاذ اسلام کے سلسلہ میں ان کے تمام شکوک وشبہات اور اعتراضات کا جواب دیا۔ آپ ہی کی کوششوں سے قرارداد مقاصد اسمبلی سے پاس ہوئی۔ جو آج بھی آئین پاکستان کا حصہ ہے۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی اپنی شرارتوں اور غنڈہ گردی کی بناء پر جب اسلامیان پاکستان نے تحریک چلائی تو اس وقت محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی امارت اور قومی اسمبلی میں حضرت مفتی محمودؒ کی قیادت میں پارلیمنٹ نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد متعدد بار علمائے کرام نے نفاذ شریعت کی غرض سے قومی اسمبلی، سینیٹ اور صوبائی اسمبلی میں شریعت بل اور حسبہ بل پیش کئے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی نفاذ اسلام کی بات کی گئی۔ اشرافیہ نے اس کی راہ میں روڑے اٹکائے اور فرضی مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر کے پاکستان میں نفاذ اسلام کی راہ روکی گئی۔ آج پاکستان کو قائم ہوئے ۶۴ برس ہوگئے۔ لیکن یہاں اسلام نافذ نہیں ہوسکا۔

اس ملک میں برسر اقتدار طبقہ ہمیشہ یورپ وامریکہ کے مفادات کا محافظ رہا۔ اس ملک میں جو بھی کرسی اقتدار پر براجمان ہوا۔ اس نے ملک اور قوم کے لئے کچھ کیا ہو یا نہ۔ البتہ اسلام اور مسلمانوں کا گلا ضرور دبایا۔

دوسری طرف حامیان دین وشریعت اور علمائے حقہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ حکام کو پاکستان کے مقاصد سے منحرف نہ ہونے دیا جائے۔ اس لئے انہوں نے ارباب اقتدار کو ان کے بیرونی آقاؤں کے پروگرام کی تکمیل سے نہ صرف یہ کہ باز رکھا۔ بلکہ ہمیشہ کوشش کی کہ کسی طرح خدا کی زمین پر خدا کا قانون نافذ ہو جائے۔

جمعیت علماء اسلام جو پاکستان کی ملک گیر عوامی دینی جماعت ہے۔ جس کا منشور قرآن وسنت اور اسلام

کے عادلانہ نظام کا نفاذ ہے۔ انسانیت کش استحصالی نظام کا خاتمہ۔ انسانی حقوق کی پاسداری اور شہریوں کے بنیادی حقوق کے لئے جدوجہد اس کا اثاثہ ہے۔ جمعیت علماء اسلام کا نصب العین رضائے الٰہی کا حصول اور اعلائے کلمتہ اللہ اس کا مقصود ہے۔

آج دنیا میں تہذیبوں کے ٹکراؤ کی جنگ ہے۔ مغرب مسلمانوں پر اپنی تہذیب مسلط کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس کے لئے اس نے کئی محاذ کھول رکھے ہیں۔ سامراج کی ان تمام فتنہ سامانیوں اور چالوں سے پاکستانی عوام کو بچانے اور ان سے باخبر رکھنے کے لئے قائد اسلامی انقلاب، امیر جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے مختلف شہروں میں کانفرنسوں کی صورت میں رابطہ مہم کا فیصلہ کیا۔ کئی شہروں میں کامیاب کانفرنسوں کے بعد کراچی میں باغ قائداعظم محمد علی جناح میں ''اسلام زندہ باد کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ جس کی مثال کراچی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کانفرنس کی تیاری میں جمعیت علماء اسلام کراچی کی قیادت اور کارکنوں نے انتھک محنت کی۔ کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلہ میں علمائے کرام، دینی مدارس کے منتظمین اور خطباء حضرات کے نام ایک دعوت نامہ تیار کیا گیا۔ جس کا متن یہ ہے:

محترم ومکرم .... زیدت الطافکم ومعالیکم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

ملک کی موجودہ دینی، سیاسی اور اقتصادی صورتحال میں جو لاوا پک رہا ہے اور عالمی استعمار نے یہودی وصلیبی پروگراموں اور منصوبوں کو ہمارے ملک عزیز پاکستان پر مسلط کرنے کے لئے جوگٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ اس کے پیش نظر اس کا مؤثر تدارک، نظریہ پاکستان، دینی مدارس ومساجد اور اسلامی مراکز کی حفاظت، امت مسلمہ کو رشتۂ وحدت میں پرونا اور ملک وملت کی صحیح رہنمائی کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اس مقصد کے لئے ۲۷؍جنوری ۲۰۱۲ء بعد نماز جمعہ بمقام شاہراہ قائدین ''اسلام زندہ باد'' کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ جس میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنماؤں کے علاوہ قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم کا خصوصی خطاب ہوگا۔

آپ سے اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعاؤں اور توجہات کی درخواست کے ساتھ یہ بھی استدعا ہے کہ اپنے احباب وحلقہ اثر کو اس کانفرنس میں شرکت کے لئے زیادہ سے زیادہ متوجہ فرمائیں۔ واجرکم علی اللہ!

اس کانفرنس میں ملک بھر کے اراکین قومی اسمبلی، اراکین صوبائی اسمبلی، اراکین سینیٹ اور جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں کے علاوہ بزرگان دین، اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ جن میں وفاق المدارس العربیہ کے صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان زیدمجدہم، حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس وشیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، استاذ حدیث حضرت مولانا محمد انور بدخشانی، استاذ حدیث حضرت مولانا فضل محمد، استاذ حدیث حضرت مولانا امداد اللہ قابل ذکر ہیں۔

کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالغفور حیدری، اکرم درانی، حافظ حسین احمد، سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا عبدالغفور قاسمی اور دیگر نے خطاب فرمایا۔

اس موقع پر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم نے اپنے خطاب میں جو کچھ فرمایا۔ وہ ہدیۂ قارئین ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

''میرے معزز بزرگو اور عزیز بھائیو!

آزادی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کوئی قوم آزاد ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر بنی اسرائیل کو یہ نعمت یاد دلائی کہ تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ فرعون اور فرعون والے تم پر ظلم کیا کرتے تھے۔ تم غلام تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کی عورتوں سے وہ خدمت لیتے تھے اور بڑوں سے بیگار لیتے تھے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ مصر میں فرعون کے بہت بڑے بڑے اہرام مصر بنے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے پتھروں کے مصنوعی پہاڑ ہیں۔ جو ان کی قبریں تھیں۔ یہ بڑے بڑے پتھر بنی اسرائیل کے ذریعہ لائے جاتے تھے۔ فرعونیوں کے ہاتھ میں بڑے بڑے کوڑے ہوتے تھے۔ ان سے انہیں مارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو آزادی دی اور فرعون کو غرق کیا اور یہ بنی اسرائیل اس کنارے پر تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ نعمت یاد دلاتا ہے اور ایسا ہی ہمارا حال ہے۔ ہم غلام تھے۔ استعمار ہم پر غالب تھا اور فرعون نے تو بچوں کو ذبح کیا۔ لیکن استعمار نے ہزاروں علماء کو ذبح کیا۔ وہ سب جرم کئے جو آپ کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے محنت کی۔ آزادی کے لئے قربانیاں دیں اور آخرکار اس کو یہاں سے بھاگنا پڑا اور ہمیں آزادی مل گئی اور اس آزادی کا عنوان بھی اسلام تھا۔ ہمارے قائدین، ہمارے عوام سب کی زبان پر یہی تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا: ''لا إلٰہ إلا اللّٰہ'' اللہ نے ہمیں یہ نعمت دی۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم نے جو وعدے کئے تھے۔ ان پر عمل کرتے اور واقعی ملک کو مثالی اسلامی مملکت بنا کے دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن نعمت ملنے کے بعد ہمارے قائدین نے بھی اور ہم عوام نے بھی سرکشی اختیار کی۔ ناشکری کی۔ إلا ماشاء اللّٰہ! اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج تک ہمیں اسلامی نظام نہیں مل سکا۔ اس کی سزا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کبھی زلزلہ کی شکل میں آتا ہے۔ کبھی سیلاب کی شکل میں آتا ہے۔ جماعتیں آپس میں لڑ رہی ہیں۔ ہر ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ رہا ہے اور پاکستان کا رہنے والا اپنی جان و مال اور عزت پر مطمئن نہیں کہ ہر وقت اس پر خوف مسلط رہتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''لئن شکرتم لأزیدنکم ولئن کفرتم إن عذابی لشدید'' ﴿یعنی میری نعمت کا شکر ادا کرو گے تو اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔﴾

میرے بزرگو اور بھائیو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کا عذاب ہم سے دور ہو جائے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک اسلامی ملک بن جائے۔ اس کے اندر اسلام کا بول بالا ہو تو پھر ہمارے حکمرانوں سے لے کر عوام تک ہم سب کو توبہ کرنی چاہئے۔ ہمیں اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں۔

ہمارے حکمران بھی صدق دل سے توبہ کریں۔ ہم عوام بھی صدق دل سے توبہ کریں اور اس کا وعدہ کریں کہ اے اللہ! ہم اپنی اجتماعی زندگی میں بھی اور انفرادی زندگی میں بھی آپ کے دین پر چلیں گے اور آپ کی تعلیمات پر عمل کریں گے اور اگر ہم نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی کی تو انشاء اللہ یہ عذاب بھی ٹلے گا اور اللہ کی نعمتیں بھی آئیں گی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اللہ تعالیٰ کے نیک حکمرانوں میں سے تھے۔ ان کو خلیفہ راشد کہا جاتا ہے۔ ان کے عدل وانصاف اور دین داری کی وجہ سے اللہ نے ایسی برکت دی کہ ان کے دور میں ایک انسان پیسے لے کر باہر نکلتا۔ کوئی فقیر نہیں ملتا تھا جس کو وہ پیسہ دے اور زمین میں جو غلہ و پھل عام طور پر اگتے تھے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کئی گنا زیادہ پھل اور کثرت کے ساتھ غلہ دیا کرتے تھے۔

میرے بزرگو اور بھائیو! ایک ہی راستہ ہے۔ ہم توبہ کر کے وعدہ کریں کہ اے اللہ! آئندہ ہم اپنی زندگی کو تیرے احکام، تیری کتاب اور پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق گزاریں گے اور حکمران بھی وعدہ کریں۔ توبہ کریں۔ ہماری آواز وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ میں میڈیا والوں سے گزارش کروں گا کہ میری آواز وہاں تک بھی پہنچائیں اور ان سے کہیں کہ اللہ کا جب عذاب آئے گا۔ نہ تم بچو گے۔ نہ ہم بچیں گے۔ توبہ کرو۔ تمہاری کرسی کی حفاظت بھی ایک نے کرنی ہے اور وہ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھے اور اسلام کے لئے سارے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد!''

جمعیت علماء اسلام کے امیر اور قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے ''اسلام زندہ باد'' کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بجا طور پر فرمایا کہ:

''ملک کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے اور مسائل کو حل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ اسٹیبلشمنٹ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسٹیبلشمنٹ نے اس ملک کو سیکورٹی اسٹیٹ بنا دیا ہے۔ مقتدر ادارے اپنی ناکامی تسلیم کر لیں۔ مغرب کی جانب سے مسلمانوں کی تذلیل۔ قرآن پاک کی توہین اور اسلام دشمن اقدامات ہمیں انتہا پسند رویہ اختیار کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ امریکا اور اس کے حواری سن لیں۔ امریکا سے آقا اور غلام کا رشتہ قبول نہیں۔ انتخاب جیت گئے تو پورے ملک میں عوام کو مفت طبی اور تعلیمی سہولتیں فراہم کریں گے۔ بندوق کی نوک پر شریعت کے نفاذ کے مطالبے کو درست نہیں مانتے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل نہ کرنے والے مسلح تنظیموں سے بڑے مجرم ہیں۔ سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام مسائل کی جڑ ہے۔ کھوکھلے نعرے نہیں لگاتے۔ معاشی مسائل کے حل کا منشور رکھتے ہیں۔ کیمونزم اور کیپٹل ازم کی ناکامی کے بعد اسلامی نظام دنیا کا مقدر ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے معاشی نظام مسائل کے حل میں ناکام ہو چکے ہیں۔ ہم مذاکرات کے قائل ہیں۔ اگر افغانستان کا مسئلہ

مذاکرات سے حل ہوتا ہے۔تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے نے کبھی بھوکے کا پیٹ نہیں بھرا۔مغرب کی انتہا پسندی کے خلاف ہمیں بھی انتہا پسند پالیسی بنانے کا حق ہے۔

سندھ کے عوام نے جمعیت علماء اسلام پر بے لاگ اعتماد کیا ہے۔جس کا ثبوت آج کا یہ فقید المثال عوامی اجتماع ہے۔آج کی کانفرنس حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی تحریک کا تسلسل ہے۔جمعیت علماء اسلام کے جیالوں نے اس نعرے کو نئی جلا بخشی ہے اور قوم کو احساس دلایا ہے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد غلامی کو دوام بخشنا نہیں۔بلکہ حقیقی آزادی حاصل کرنا تھا۔

مگر قیام پاکستان سے ہی ملک پر ایسا نظام نافذ کردیا گیا اور لوگ قابض ہوئے کہ ہمیں فرنگی کے دور سے نکال کر امریکی استعمار کے حوالے کردیا گیا اور پاکستان کو اسٹیبلشمنٹ نے سیکورٹی اسٹیٹ بنادیا۔ملک کا سرمایہ اسٹیبلشمنٹ کی عیاشیوں پر خرچ ہوتا ہے اور غریب بھوکا رہ رہا ہے۔پاکستان کے قیام کا مقصد اسلامی فلاحی ریاست کا قیام تھا۔مگر اس کو فلاحی ریاست کی بجائے اسٹیبلشمنٹ کی ریاست بنادیا گیا۔انہوں نے کہا کہ ملک میں معاشی انقلاب لانے کی ضرورت ہے۔ملک کے وسائل عوام کی ملکیت ہیں۔مزدور کو اداروں میں اس کا حق ملنا چاہئے۔جب تک مزدور اور غریب مطمئن نہیں ہوگا۔اس وقت تک ملک میں بہتری نہیں آسکتی۔جے یو آئی نے خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں خان اور سرداری سسٹم کو ختم کیا اور اب سندھ میں جاگیرداری اور وڈیرہ شاہی کی لعنت کا خاتمہ کرے گی۔

انہوں نے کہا کہ بعض قوتیں مذہبی طبقے کو مذہبی انتہا پسندی کی طرف دھکیلنا چاہتی ہیں۔ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ ہم انتہا پسند نہیں۔انتہا پسند تم ہو۔ہمیں تو قرآن پاک نے میانہ روامت قرار دیا ہے۔ہم نے باطل نظریات اور غیر فطری نظریات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔مذہبی طبقے کو زبردستی جنگ کی طرف دھکیلا جارہا ہے جو لوگ ہمیں انتہا پسند کہتے ہیں۔میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ابوغریب جیل، گوانتا ناموبے، شبرغان اور دیگر انسانیت دشمن مقامات پر انسانیت کی کس طرح تذلیل کی گئی؟۔کہیں پر زندہ انسانوں پر کتے چھوڑے گئے۔کہیں پر زندہ انسانوں کے منہ پر پیشاب کئے گئے اور کہیں پر قرآن کی توہین کی گئی۔امریکا میں گرجا گھروں میں قرآن پاک کو اعلانیہ طور پر جلایا گیا۔آپ کا یہ انتہا پسندانہ رویہ ہمیں انتہا پسند بننے پر مجبور کررہا ہے۔ہم امریکی عوام یا کسی کے دشمن نہیں۔ہم امریکی رویوں کے دشمن ہیں۔ہم مسائل کے حل کے لئے مذاکرات کے مخالف نہیں۔مگر امریکا اور اس کے حواریوں پر واضح کردینا چاہتے ہیں کہ پاکستان اور امریکا کے درمیان آقا اور غلام کے تعلقات ہیں۔ہم اس بنیاد پر کسی پالیسی کو تسلیم نہیں کریں گے اور اس کے خلاف جمعیت علماء اپنے منشور کے مطابق اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ جب اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی نہیں کی گئی اور پارلیمنٹ نے بھی آئین کے مطابق اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کیا۔اگر کسی نے اس وجہ سے بندوق اٹھا کر اسلامی نظام نافذ کرنے کی کوشش کی۔اگر اس کے خلاف طاقت کا استعمال درست ہے تو پھر پارلیمان میں بیٹھ کر اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہ کرنے والے بھی مجرم ہیں اور ان کے خلاف بھی عوامی بغاوت ہونی چاہئے۔

انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ میں قراردادوں پر عمل ہوتا تو آج ہمیں ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔کبھی قوم کی

بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو اغوا کر کے اس کی تذلیل کی جاتی ہے۔ کبھی ریمنڈ ڈیوس جیسے دہشت گرد معصوم پاکستانیوں کا قتل کرتے ہیں۔ کبھی ایبٹ آباد پر حملہ ہوتا ہے اور ہمارے ادارے بے خبر ہوتے ہیں۔ کبھی حقانی نیٹ ورک کی بنیاد پر پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور کبھی سلالہ پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ۲۰۰۱ء کی ملک دشمن پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ جس کی وجہ سے اب تک ملک کو ۷۰ ارب ڈالر کا نقصان ہو چکا۔ ۴۰ ہزار پاکستانی بے گناہ شہید ہو چکے ہیں۔ اس کے بدلے میں ہمیں ۹ سال کے دوران ساڑھے ۱۴ ارب ڈالر ملے جو سالانہ فی پاکستانی ۲ ڈالر بنتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ہم اپنے مجرم کو تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ زبانی معاہدات ہوئے۔ آخر یہ اختیار کس کو حاصل تھا کہ وہ ۱۸ کروڑ عوام کا سودا کرے؟۔ غلط پالیسیوں نے ہمیں بھکاری بنا دیا۔ یہ ادارے کیوں نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ناکام ہو چکے ہیں؟۔

انہوں نے کہا کہ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ جلسے بڑے کرتے ہیں۔ لیکن ووٹ آپ کو نہیں ملتے؟۔ میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ اسٹیبلشمنٹ درمیان سے ہٹ جائے پھر دیکھتے ہیں کہ کس کو ووٹ ملتے ہیں اور کس کو نہیں ملتے؟۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں انتہا پسندی کو روکنے کے لئے صاف شفاف الیکشن وقت کی ضرورت ہے اور یہ عمل ووٹر لسٹ سے لے کر بیلٹ بکس تک ہر معاملے میں ہونا چاہئے۔ ورنہ ہمیشہ یہ سوال اٹھے گا کہ وہ کون سے ادارے ہیں جن کی وجہ سے ملک تباہ ہوا ہے؟۔ وہ اپنی اس ناکامی کو تسلیم کریں۔

انہوں نے مقتدر اداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگوں کو باغی بناؤ اور ہمیں کہو کہ ان کا راستہ روکو۔ یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟۔ اسٹیبلشمنٹ اب یہودی لابی کو پروان چڑھا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے دنیا کو اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانا ہے اور جمعیت علماء اسلام پوری دنیا کی اسلامی تحاریک کی حمایت کرتی ہے۔“

ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا فضل الرحمن زید مجدہم نے اپنے خطاب میں جو کچھ فرمایا۔ وہ پوری پاکستانی قوم کے دل کی آواز ہے اور قوم کے ذہنوں میں وسوسہ ڈالنے والے بہت سے سوالات کا تسلی بخش اور شافی جواب ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کی اب پہلے سے زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس پیغام کو گھر گھر، گلی گلی اور محلہ محلہ کے باشندوں تک پہنچائیں۔ منتشر اور بکھرے افراد کو اجتماعیت میں لائیں۔ ان کے مسائل سنیں۔ ان کے حل اور ازالہ کے لئے ان کے دست و بازو بنیں۔ انشاء اللہ! اس سے جمعیت علماء اسلام کی قوت مضبوط ہوگی اور اسے تقویت ملے گی۔

جمعیت علماء اسلام کی قیادت سے ہماری درخواست ہے کہ اپنوں کو منانے کی کوشش کریں اور ان کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت فکر دیں۔ اس سے انشاء اللہ! علماء دیوبند کی قوت مجتمع اور نفاذ اسلام کی راہ ہموار ہوگی۔

ادارہ ”اسلام زندہ باد“ کانفرنس کے انعقاد اور کامیابی پر جمعیت علماء اسلام کی قیادت، راہنماؤں اور کارکنوں کو دلی مبارکباد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مساعیٔ جمیلہ کو قبولیت سے نوازیں اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

MUNSIF HYD P2 22-2-2012

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کروڑوں مسلمانوں کی آواز!

مظاہر علوم سہارنپور کا صدر نشین وقف بورڈ مولانا خسرو پاشاہ کے نام ستائشی مکتوب!

وقف بورڈ آندھرا پردیش انڈیا کا شاندار فیصلہ!

حیدرآباد ۲۱ر فروری ۲۰۱۲ء (پریس نوٹ) سیکرٹری جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور یوپی نے ایک خط مولانا خسرو پاشا صدر نشین وقف بورڈ آندھرا پردیش کو روانہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی صدارت میں منعقدہ میٹنگ میں قادیانیوں کو صاف طور پر غیر مسلم قرار دے کر ان کو اوقاف کی فہرست سے خارج کرنے کا فیصلہ نہ صرف یہ کہ اعتدال پسندانہ مؤقف کا اظہار ہے۔ بلکہ حقیقت پسندانہ اور دانشمندانہ نظریہ کا اعلان بھی ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا یہ فیصلہ جہاں مشرق ومغرب میں پھیلے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کی آواز ہے۔ وہیں خائب وخاسر لعین وشرپسند جماعت قادیانیت کے منہ پر زوردار طمانچہ بھی ہے۔ بہاولپور کی عدالت نے ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۵ء تک مکمل نو سال تفصیلی بحث وتمحیص اور فریقین کے دلائل سننے کے بعد مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ایک خوش آئند قدم اٹھایا تھا۔ جو دوسروں کے لئے نظیر کا باعث بنا اور اس مقدمہ کے دوران حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے حکم سے مولانا عبداللطیف صاحب (ناظم مظاہر العلوم سہارنپور) بہاولپور میں مقیم رہے۔

اسی طرح پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر کو صفائی کا پورا موقع دینے اور سننے کے بعد غیر مسلم ہونے کا آرڈر جاری کیا تھا۔

ایک دوسرے موقع پر ایک سو چار ملکوں کی نمائندہ تنظیم ''رابطہ عالم اسلامی'' ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہے۔ ان فیصلوں کو صادر ہوئے ایک عرصہ بیت چکا ہے۔ اب وقف بورڈ آندھرا پردیش کے تازہ ترین فیصلے نے بلاشبہ دوسرے سرکاری اداروں کے لئے خصوصاً مرکزی وقف بورڈ کیلئے ایک نظیر قائم کردی ہے۔ روانہ کردہ مکتوب میں مولانا محمد شاہد سیکرٹری مظاہر العلوم سہارنپور نے مزید کہا کہ میں عالم اسلام کے ایک عظیم ادارہ جامعہ مظاہر العلوم کے سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے اپنا دینی وملی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے اپنی جانب سے اور جامعہ کی جانب سے آندھرا پردیش وقف بورڈ خصوصاً آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ جل شانہ آپ حضرات کو اس سعی جمیل کا بہترین بدلہ دونوں جہاں میں مرحمت فرمائے۔

مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو!

آخری قسط

مولانا غلام رسول دین پوری!

سردار صاحب...... بالکل جی بالکل! کچھ نہیں ملا۔

مولانا اللہ وسایا...... (۲) اگر قادیانی حضرات اتنا بھی سوچ لیں کہ مناظرے ہوں یا مباحثے، پنچائیت ہو یا عدالت۔ غرضیکہ کسی بھی جگہ یا کسی مقام پر جب کبھی بھی اور جہاں کہیں بھی مسلمانوں کے ساتھ قادیانیوں کا مناظرہ ہوا ہو یا بات چیت۔ ہر جگہ پر حتیٰ کہ پاکستان سے لے کر مکہ مکرمہ کی رابطۂ عالم اسلامی تک کوئی عدالت ایسی نہیں جس نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ نہ دیا ہو۔ سب عدالتوں نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ قادیانیوں کے حق میں نہیں۔ وہ عدالت چاہے مسلمانوں کی ہے یا غیر مسلموں کی۔

خان صاحب! مجھے یاد ہے میں ''جوہانسبرگ'' کی اس عدالت میں موجود تھا۔ جہاں قادیانیوں کے خلاف عدالت میں ایک کیس چلا۔ ہوا یوں کہ ایک قادیانی نے جا کر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ اگر میں کل کو مر جاؤں تو مجھے مسلمانوں سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ مجھے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے اور اپنی مسجد میں مجھے نماز پڑھنے کے لئے نہیں آنے دیں گے اور میں مسلمان ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مانتا ہوں۔ مگر ہوں مسلمان۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مجھے مسلمان تصور گردانتے ہوئے اپنی مساجد میں آنے دیں۔ اگر میں مر جاؤں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ عجیب بات یہ کہ اس قادیانی نے اپنا وکیل ایک یہودی کو مقرر کیا ہوا تھا۔ جبکہ مسلمانوں نے اپنا وکیل ایک عیسائی مقرر کیا۔ کیس چلا۔ جج ایک عیسائی عورت تھی۔ کیس اس عیسائی عورت (جو جج مقررہ تھی) کے ہاں پہنچا۔ اس نے کیس کی سماعت کی۔ سماعت کے بعد اس نے کہا کہ جو مسلم اتھارٹیز ہیں یہ تو ان کا کام ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے کیس خارج کر دیا۔ چنانچہ دونوں فریق اپیل کے لئے چلے گئے۔ اپیل کے بعد جج نے بلایا اور کہا ادھر آؤ؟۔ بحث و مباحثہ ہوئی۔ بحث میں ہمارے وکیل نے مرزا قادیانی کا یہ حوالہ پیش کیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں لکھا ہے:

''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

جج صاحب نے حوالہ پڑھ کر کتاب بند کر کے رکھ دی اور ہمارے (مسلمانوں کے) وکیل سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے یہ حوالہ اس لئے پیش کیا ہے کہ میں ایک عیسائی مذہب کا آدمی ہوں اور یہ حوالہ دکھا کر میرے جذبات برانگیختہ کرنا چاہتے ہو۔ ہمارا وکیل بہت بڑا ذہین تھا۔ اس نے کہا: جج صاحب بات یوں نہیں۔ بات یہ ہے کہ اصول یہ رہا ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا سچا نبی آیا۔ آتے ہی اس نے سابقہ نبی کی تائید اور حمایت کی۔ سابقہ نبی کی کسی بھی نبی نے مخالفت نہیں کی۔ میں نے یہ حوالہ اس غرض سے پیش نہیں کیا۔ جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ میں نے تو یہ حوالہ اس

لئے پیش کیا ہے کہ اگر بالفرض مرزا غلام احمد قادیانی بھی واقعتاً اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوتا تو حضرت عیسیٰ m کی نانیوں اور دادیوں کے متعلق ایسی گھناؤنی بات کبھی نہ لکھتا۔ بلکہ ان کی تائید اور حمایت کرتا۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی کا اللہ کے ایک سچے نبی کے متعلق ایسی زبان استعمال کرنا۔ یہ دلیل ہے۔ اس بات کی کہ مرزا قادیانی سچا نبی نہیں تھا۔ یہ سن کر جج نے کہا ہاں! واقعی میں بھی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ مہینہ بھر یہ کیس چلتا رہا۔ بالآخر اس نے یہ فیصلہ دیا کہ میں مقامی عدالت کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم یہ فیصلہ دیں۔ کون مسلمان ہے اور کون کافر؟ لیکن دوسری بات سے میں اتفاق نہیں کرتا کہ ساری دنیا کی مسلم اتھارٹیز کہیں، قومی اسمبلی کہے، مسلم ممالک کہیں، سینٹ کہے، مسلم عدالتیں کہیں، رابطہ عالم اسلامی کہے، تمام علماء کہیں، دارالافتاء کا فتویٰ کہے کہ قادیانی گروپ ہماری سوسائٹی کا حصہ نہیں اور ہماری عدالت بزور کہے کہ نہیں جی یہ تمہارا حصہ ہے۔ عدالت کو یہ حق حاصل نہیں۔ لہٰذا جو فیصلہ مسلمانوں اور مسلم عدالتوں کا ہے۔ وہی فیصلہ اس عدالت کا ہے کہ نہ تو تم مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہو اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں تم دفن ہو سکتے ہو۔ خان صاحب! پوری دنیا کی کسی ایک بھی عدالت کا فیصلہ ان کے حق میں نہیں اور نہ کسی اسمبلی کا فیصلہ ان کے حق میں ہے۔ ان تمام تر فیصلہ جات کے بعد کم از کم قادیانیوں کا پڑھا لکھا طبقہ کل بروز قیامت یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں معلوم نہیں تھا۔ بالکل یہ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ ان پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو چکا ہے کہ شریفو! آخر تم میں عقل تو موجود تھی پھر کیا وجہ؟ کہ ساری دنیا ایک طرف تھی اور تم تنہا مرزا قادیانی کے پیچھے لگ کر ایک طرف تھے؟

سردار صاحب...... بس مولانا صاحب! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے خاندان کو ہدایت بخشے۔

مولانا اللہ وسایا...... میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی دعا کا محتاج ہے۔ بہرحال آپ میرے لئے دعا کریں۔ میں آپ کے لئے دعا گو رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی عزتوں سے نوازے۔

سردار صاحب...... میں جو کچھ سمجھتا ہوں یا اب جو کچھ سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ: ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں سرور کائنات a کو خاتم النبیین سمجھتا ہوں اور رسول کریم a کے بعد جو کوئی بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے۔ خواہ وہ مرزا قادیانی ہو یا کوئی اور؟ میں اس پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں۔ یہ میرا عقیدہ اور میرا ایمان ہے۔ انشاء اللہ! اب پوری دنیا سنے گی۔

مولانا اللہ وسایا...... بس خان صاحب! جہاں جہاں تم یہ اعلان کرتے جاؤ گے خود بخود پبلک تمہاری طرف مشہور محاورہ: ”آوازۂ خلق نقارۂ خدا“ کے تحت مائل ہوتی جائے گی۔

سردار صاحب...... آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ بس آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔

مولانا اللہ وسایا...... خان صاحب! بہت بڑی زیادتی ہے۔ بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں نے تو جان بوجھ کر بہت ساری چیزیں آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیں۔ مثلاً یہ کہ مرزا قادیانی نے جب ”نصرت جہاں بیگم“ سے شادی کی، رات گزاری، صبح اٹھا تو کہنے لگا مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے:

''اذکر نعمتی رأیت خدیجتی'' (کہ تو میرا شکر ادا کر کہ تو نے خدیجہ کو پالیا)

(اربعین نمبر۲ ص۳۶،۳۳، خزائن ج۱۷ ص۳۸۵)

کیا مطلب کہ یہ ''نصرت جہاں'' تیرے گھر نہیں آئی یہ خدیجہ ہے۔ کتنی بڑی زیادتی ہے۔

پھر حاشیہ میں لکھتا ہے: ''مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ ''یولد لہ'' کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو، اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہئے اور وہ خاندان سادات ہے اور فقرہ ''خدیجتی'' سے مراد اولاد خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے۔'' (اربعین نمبر۲ ص۳۶،۳۳، خزائن ج۱۷ ص۳۸۵)

اور مثلاً یہ کہا کہ:

۱...... ''حضرت فاطمہ t نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔''

۲...... ''حضرت فاطمہ t نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)

جب مرزا قادیانی سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیوں کہا تو اس نے کہا کہ میں بیٹا ہوں اس لئے کہا۔ خان صاحب! کیا کوئی مسلمان اپنی ماں کے متعلق ایسی گفتگو کر سکتا ہے؟ یا کسی سے سن سکتا ہے؟ چہ جائیکہ حضرت فاطمہ t کے متعلق ہو؟ گفتگو کرنا تو دور کی بات۔ سننا بھی گوارا نہیں کرتا۔ کس قدر زیادتی کی بات ہے کہ ایک قادیان کا دھقان حضرت فاطمہ سیدۃ النساء t کے متعلق ایسی گستاخی اور بکواس کر رہا ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کا ایک مرید جس کا نام محمد حسین ہے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق b اور حضرت عمر فاروق b کے متعلق معاذ اللہ! یہ لکھتا ہے کہ: ''ابوبکر b وعمر b کیا تھے۔ وہ تو مرزا قادیانی کے جوتوں کے تسمے کھولنے کے برابر بھی نہ تھے۔'' (قادیانی ماہنامہ ''المہدی'' بابت ماہ جنوری، فروری ۱۹۱۵ء، ص۵۷)

اور ایک جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

اور حضرت امام حسین b کے متعلق کہتا ہے۔

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(کہ میری ہر آن کربلا میں سیر ہوتی ہے اور میرے گریبان میں سو حسین ہیں)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اس شعر کی مزید تشریح مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود یوں لکھتا ہے: ''حضرت مسیح موعود (مرزا مردود) نے فرمایا کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں سو حسین

کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے۔ جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب کہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ'' (خطبہ محمود مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان مورخہ ۲۶ رجنوری ۱۹۲۶ء)

مرزا محمود یہ کہہ رہا ہے کہ اس شعر کا ایک معنی تو پبلک سمجھتی اور کرتی ہے۔ مگر میرے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ: ''سو حسین کی قربانی کے برابر میری (مرزا قادیانی کی) ہر گھڑی کی قربانی ہے۔'' کیا مطلب؟ کہ حضرت امام حسین b کا مقام میرے (مرزا قادیانی کے) مقام سے بہت کم ہے۔ استغفراللہ! استغفراللہ!

آگے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

آدم نیز احمد مختار
دربرم جامہ ہمہ ابرار

(میں آدم ہوں نیز احمد مختار ہوں۔ میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بتمام

(خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دے دیا ہے)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا

(جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں ایمانم

(میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح تمام غلطیوں سے مبرا ہے)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں۔ میں معرفت میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
برکلامے کہ شد بر والقاء

(وہ یقین جو حضرت عیسیٰ کو اس کلام پر تھا۔ جوان پر نازل ہوا)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

وآں یقین کلیم برتورات
وآن یقین ہائے سید السادات

(وہ یقین جو حضرت موسیٰ کو تورات پر تھا۔ وہ یقین جو سید المرسلین (a) کو قرآن پر تھا)

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔ جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے)

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

(میری آمد سے ہر نبی زندہ ہوگیا۔ ہر رسول میرے پیرہن (کرتے) میں چھپا ہوا ہے)

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

کتنا واضح کفر ہے اور یہ بھرا ہوا ہے، اس کی کتابوں میں، تو جان کریں ان باتوں کی طرف نہیں آیا۔

اچھا! یہ دیکھیں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو آدمی تین مرتبہ میری کتابوں کو نہیں پڑھتا۔ اس کے ایمان میں شبہ ہے۔ یہ دیکھو ''سیرۃ المہدی'' کتاب جو مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھی ہے اور یہ قادیان کا چھپا ہوا نسخہ ہے۔ اس کی دوسری جلد میں ہے: ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔'' (سیرت المہدی ج۲ ص۷۸، روایت نمبر۳۰۷)

اور یہ نیا ایڈیشن ہے جو ''جناب نگر'' کا چھپا ہوا ہے۔ اس نئے ایڈیشن میں اسی روایت کو تبدیل کر کے پیش کیا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں تھا کہ جو تین مرتبہ میری کتابیں نہیں پڑھتا۔ مجھے اس کے ایمان کے متعلق شبہ ہے۔ اب موجودہ ایڈیشن میں ہے کہ: ''جو تین دفعہ میری کتابیں نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

(سیرت المہدی ص۳۶۵، روایت ۳۱۰)

ہماری جب قادیانیوں سے گفتگو یا مناظرہ ہوتا ہے تو ہم قادیانیوں سے پوچھا کرتے ہیں کہ تم نے مرزا قادیانی کی کتب کو تین مرتبہ پڑھا ہے یا نہیں؟ تو وہ بہت گھبراتے اور پریشان ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ حوالہ انہیں دکھاتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے عبارت ہی بدل ڈالی ہے۔ انہیں یہ فکر نہیں کہ کسی

نہ کسی طرح ہم مرزا قادیانی سے اپنی جان چھڑالیں۔ ان کی بدقسمتی دیکھو! ہم سے جان چھڑانے کے لئے عبارت ہی بدل ڈالی۔ خان صاحب! عدالت کا جج فیصلہ سناتے وقت کبھی شہادت اور گواہی سے غلط نتیجہ تو اخذ کر سکتا ہے کہ چلو اگلی کسی عدالت میں چلا جائے گا۔ لیکن یہ نہیں سنا ہوگا کہ آج تک کسی جج نے غلط حوالہ کوٹ کیا ہو کہ کتاب میں کچھ اور ہو اور جج کچھ اور لکھ دے۔ کبھی بھی کسی جج نے یہ کام نہیں کیا۔ چہ جائیکہ جھوٹا نبی اور اس کی ذریت ایسے کرے۔

خان صاحب! حدیث پاک کی ایک کتاب ہے۔ ''کنزالعمال'' اس میں یہ حدیث پاک حضرت ابن عباس b کے حوالہ سے موجود ہے کہ: ''سمعت رسول اللہ a یقول: ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء'' ﴿ کہ میں نے رسول اللہ a کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔﴾ (کنزالعمال ج۱۴ص۶۱۹، حدیث نمبر۳۹۷۲۶)

مرزا قادیانی کا حال دیکھیں! اس نے یہی حدیث اس طرح نقل کی ہے اور حضرت ابن عباس b کے حوالے سے نقل کی ہے: ''ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علیٰ جبل افیق'' (حمامتہ البشریٰ ص۱۳۶، خزائن ج۷ص۳۱۲)

اس حدیث پاک میں ''من السماء'' کا لفظ کھا گیا ہے۔ سرے سے لکھا ہی نہیں۔ اندازہ لگائیں جو کام ہائیکورٹ کا جج نہیں کرتا وہ (جھوٹے) نبی (مرزا قادیانی) نے کر دیا۔

حاضرین: خان صاحب! بس اب ہمت کریں اور اپنا تعلق ان حضرات سے رکھیں۔ آمد ورفت، ملاقاتیں، کبھی آپ آجائیں کبھی، حضرت کو دعوت دیں۔ اسی میں آپ کی کامیابی ہے۔ حضرت بس! باتیں بہت ہو چکی ہیں اور نہایت قیمتی۔ اب بس کریں۔ عصر کی اذان بھی ہو رہی ہے۔

سردار صاحب...... بس حضرت! میرے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطاء فرمائے اور اسی پر مرتے دم تک قائم ودائم رکھے۔

مولانا اللہ وسایا...... اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی عزتوں سے نوازے، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ حضور a کی شفاعت آپ کو نصیب ہو۔ خان صاحب! حضور a نے فرمایا: ''الناس معادن کمعادن الذهب والفضة، خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام'' ﴿ کہ لوگ معدنیات یعنی کانوں کی طرح ہیں۔ جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ ان میں جو زمانہ جاہلیت میں قوی ہوتے ہیں وہ اسلام میں بھی قوی ہوتے ہیں۔﴾

اس طرح کا فرمان حضرت عمر فاروق b کے بارے میں بھی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق b زمانہ جاہلیت میں بھی اپنے قبیلہ اور قوم کے سردار تھے۔ اسلام لانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وجاہت بخشی، اس حدیث پاک کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو لوگ حالت کفر میں کمزور اور ڈھیلے ہوتے ہیں تو وہ حالت ایمان میں بھی کمزور اور ڈھیلے ہوتے ہیں اور جو لوگ حالت کفر میں قوی ہوتے ہیں وہ حالت ایمان میں بھی قوی۔ غرضیکہ ایمان واسلام اپنی جگہ۔ لیکن جو خاندانی جواہر ہیں ان کی تو بات ہی کیا ہے اور جو لوگ حالت کفر میں بہادر تھے۔ جیسے حضرت عمرؓ۔ اگر وہ اسلام میں آئے تو اسی بہادری کے ساتھ آئے۔

خان صاحب! اللہ نے آپ کو خاندانی وجاہت بخشی ہے اور پھر نسل در نسل نا معلوم یہ وجاہت اور سلسلہ کہاں تک جائے گا؟۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور آپ کو بھی ایمان واسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین، ثم آمین! اس مجلس کا اختتام دعا خیر پر ہوا اور نماز عصر ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ سردار صاحب اور ان کے خاندان کو ایمان واسلام والی زندگی نصیب فرمائیں۔ آمین، ثم آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الحبیب خاتم النبیین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

ختم نبوت کانفرنسیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تحصیل کی سطح پر ضلع سیالکوٹ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ چنانچہ ۲۱؍مارچ کو ڈسکہ، ۲۲؍مارچ کو چونڈہ، ۲۳؍مارچ کو شکر گڑھ، ۲۴؍مارچ کو سیالکوٹ شہر میں ختم نبوت کانفرنسیں بڑی آب وتاب سے منعقد ہو رہی ہیں۔ جن میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، جناب لیاقت بلوچ، جناب سید شبیر احمد گیلانی، جناب مولانا قاری زوار بہادر، جناب فرید احمد پراچہ، مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا شاہ عبدالعزیز، مولانا فقیر اللہ اختر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وجمعیت علماء اسلام کے ضلع وتحصیلوں کے سربراہان وعہدیداران خطاب کریں گے۔ نیز ۲۵؍مارچ کو جامع مسجد شیخ لاہوریؒ جھنگ صدر میں ضلعی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی جس میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا مفتی کفایت اللہ ممبر خیبر پختونخواہ اسمبلی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام حسین خطاب فرمائیں گے۔

کسوانہ میں ختم نبوت کانفرنس

کسوانہ احمد سیال کی تحصیل اور جھنگ ضلع کا معروف قصبہ ہے۔ جہاں قادیانی جراثیم پائے جاتے ہیں۔ جناب حامد سیال اور ان کے رفقاء مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جو ان کے مقابلہ میں جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۴؍مارچ کو کسوانہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ضلعی امیر مولانا منظور احمد سالک نے کی۔ کانفرنس سے مولانا غلام حسین، مولانا ظہور احمد سالک، قاری عمر حیات، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، بریلوی مکتب فکر کے عالم دین مولانا حیدر علی، علامہ حبیب الرحمان، مولانا غلام رسول دین پوری، امیر جمعیت مولانا غلام سومرو نے خطاب کیا اور کانفرنس عصر تک جاری رہی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ ٹوبہ

۳؍مارچ ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ دن ۱۰ بجے چک نمبر ۵۰۷ ماموں کانجن میں ایک تربیتی اصلاحی نشست عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے منعقد ہوئی۔ مولانا خبیب احمد ضلعی مبلغ نے عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ واکابرین کی نظر میں اور تقابل ادیان پر گفتگو فرمائی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوان سے اور جماعتی سرگرمیوں وسوالات کے جواب دیئے۔ بعد نماز ظہر جامعہ حسین بن علی چھلور میں طلباء واساتذہ کرام سے خطاب فرمایا۔ ۴؍مارچ بروز اتوار جامع مسجد بلال غلہ منڈی ٹوبہ میں درس قرآن دیا۔

احتساب قادیانیت جلد۴۱ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ اما بعد!

قارئین کرام! لیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم واحسان سے احتساب قادیانیت کی اکتالیسویں جلد پیش خدمت ہے۔

۞ ...... حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی (وفات ۲۷؍اپریل ۱۹۹۸ء) یادگار اسلاف تھے۔ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم، جامع مسجد گنبد والی، تحریک خدام اہل سنت آپ کی یادگار ہیں۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری c کے خلیفہ مجاز تھے۔ جمعیت علماء اسلام کا پاکستان ملتان میں جو تاسیسی اجلاس منعقد ہوا اس میں آپ بھی شامل تھے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو خوبیوں کا مجموعہ بنایا تھا۔ بہت ہی نظریاتی عالم دین تھے۔ آپ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی c کے شاگرد تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے تمبر ۱۹۴۰ء میں دورہ حدیث شریف مکمل کر کے سند فراغ حاصل کی۔ زندگی بھر رافضیت وخارجیت اور اس کی جدید شکلیں (مودودیت ویزیدیت) کے خلاف برسرپیکار رہے۔ طالب علمی کے زمانہ سے قادیانی فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہوئے اور زندگی کے آخری سانس تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے استیصال کے لئے ہراول دستہ کی قیادت فرمائی۔ ردقادیانیت پر آپ کا ایک رسالہ:

۱...... پاکستان کا غدار: اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ اس رسالہ کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا۔

۞ ...... ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے معروف مجاہد عالم دین اور نامور مذہبی رہنماء بہادر اور شیر دل جرنیل حضرت مولانا محمد فیروز خان (وفات ۹؍مارچ ۲۰۱۰ء) تھے۔ آپ اصلاً کشمیری تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مدنی c کے شاگرد تھے۔ معروف قادیانی شاطر ظفر اللہ ڈسکہ کا رہائشی تھا۔ اس نے اس علاقہ میں قادیانیت کو ایک طاقت کے طور پر متعارف کرانے میں شب وروز ایک کر دیئے۔ ظفر اللہ قادیانی کے غرور کو خاک میں ملانے کے لئے مجلس احرار اسلام نے سیالکوٹ کو اپنا مرکز بنایا۔ ہر الیکشن میں ظفر اللہ قادیانی کے نہ صرف عزائم کو خاک میں ملایا۔ بلکہ ظفر اللہ کے چہرہ کو بھی خاک آلود کر دیا۔ اس کے علاوہ قدرت نے ظفر اللہ کی بولتی بند کرنے کے لئے مستقل یہ سبیل پیدا فرمائی کہ مولانا فیروز خان دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد ڈسکہ آگئے اور ظفر اللہ کی کوٹھی کے قریب ایک مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اس مسجد کے سامنے کے پلاٹ پر دارالعلوم مدنیہ کی بنیاد رکھی۔ قدرت کے کرم کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ ظفر اللہ قادیانی کے عزائم خاک میں مل گئے۔ جائیدادیں بک گئیں۔ کوٹھی میں الو بولتے ہیں۔ جب کہ دارالعلوم مدنیہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء کا مظہر اتم ہے۔ ایک بار قادیانیوں نے ضلعی افسروں سے ساز باز کر کے دوماہ کے لئے مولانا محمد فیروز خان کی زبان بندی کرادی۔ مولانا نے ان دنوں ایک کتابچہ تحریر فرما کر شائع کر دیا۔ جس کا نام ہے:

۲...... آئینہ قادیانیت: ہماری سعادت ہے کہ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں اسے بھی شامل کر رہے ہیں۔

۞...... جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی (وفات ۲۱؍اکتوبر ۱۹۸۸ء) بہت بڑے عالم دین تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مدنی c کے شاگرد رشید تھے۔ فراغت کے بعد جامع العلوم بہاول نگر اور پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار خان میں آپ پڑھاتے رہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی c جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو مولانا محمد مالک کاندھلوی کو والد گرامی کی مسند حدیث پر جامعہ اشرفیہ لاہور میں بطور شیخ الحدیث کے لایا گیا۔ آپ نے اپنے والد گرامی مرحوم کی نیابت کا حق ادا کر دیا۔ مولانا محمد مالک کاندھلوی خوب صاحب علم شخصیت تھے۔ علمی وقار کے ساتھ ساتھ بہت باغ و بہار طبیعت پائی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ پر آپ اور حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی جامعہ اشرفیہ کے ’’شیخین‘‘ تشریف لاتے تھے۔ جس اجلاس میں شرکت فرماتے اس اجلاس کی بہاریں بھی جوبن کو چھونے لگ جاتیں۔

۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ جسے قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا۔ تب مولانا محمد مالک کاندھلوی اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رکین تھے۔ آپ نے وفاقی شرعی عدالت میں اہل اسلام کی طرف سے قادیانی مؤقف کے خلاف نمائندگی کرتے ہوئے ایک وقیع بیان جمع کرایا۔ جسے بعد میں کتابی شکل میں جولائی ۱۹۸۴ء میں شائع کیا گیا۔ اس کا نام ہے:

۳...... قادیانی غیر مسلم اقلیت بن کر رہیں یا اسلام قبول کریں: فقیر کی سعادت مندی ہے کہ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں اس کتاب کو بھی شامل کیا جارہا ہے۔

۞...... برصغیر پاک و ہند کی معروف خانقاہ تونسہ شریف کا فیض جب سیال شریف پہنچا تو ’’خانقاہ سیال شریف‘‘ وجود میں آئی۔ خانقاہ سیال شریف کے بانی خواجہ احمد دین تھے۔ ان کے جانشین خواجہ شمس الدینؒ تھے۔ موصوف کے جانشین حضرت خواجہ ضیاء الدینؒ تھے۔ ان کے جانشین حضرت العلامہ خواجہ قمر الدین سیالوی مرحوم تھے۔ حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی c سے جن شخصیات نے کسب فیض کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ ان میں ایک ہمارے ممدوح حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ بھی تھے۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب (وفات ۴؍اپریل ۱۹۹۸ء) بہت فاضل شخصیت تھے۔ جامعہ ازہر مصر سے آپ فارغ التحصیل تھے۔ اس لئے ازہری کہلاتے تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ جس کا نام ’’ضیاء القرآن‘‘ ہے۔ آپ وفاقی شرعی عدالت کے جج بھی رہے۔ آپ کے حوالہ سے اپریل ۱۹۸۴ء رد قادیانیت پر ایک رسالہ شائع ہوا۔ جس کا نام:

۴...... فتنہ انکار ختم نبوت: ہے۔ مجھے بہت خوشی حاصل ہورہی ہے کہ احتساب کی اس جلد میں اسے بھی شائع کیا جارہا ہے۔ اسی طرح آپ کا ایک اور رسالہ جس کا نام ہے:

۵...... فتنہ مرزائیت اور پاکستان: یہ بھی اس جلد میں شامل ہے۔ اس کا تعارف خود رسالہ میں موجود ہے۔

۞...... ۱۳۲۲ھ مطابق (۱۹۰۴ء) کو حکیم مظہر حسن قریشی داروغہ آبکاری چھاؤنی سیالکوٹ نے ایک کتاب بطرز ناول مرزا قادیانی کی تردید میں ۵۱۲ صفحات پر مشتمل شائع کی۔ جس کا نام مصنف نے ’’چودھویں صدی کا مسیح‘‘ رکھا۔

آج سے ربع صدی قبل ایک کتاب کی تلاش میں جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر c کی خدمت میں ملتان روڈ لاہور حاضر ہوا۔ بیت الحکمت لائبریری کا وزٹ کیا۔ مطبوعہ کتب جو میسر آئیں ان کو علیحدہ کیا، کہ ان کی فوٹو کرانی ہے۔ خیال تھا کہ ادائیگی ہم کردیں گے۔ فوٹو پروفیسر صاحب کرانے کی بابت اپنے کسی اہل کار کو حکم فرمادیں گے۔ فقیر نے یہی عرض کی۔ پروفیسر صاحب مسکرائے اور فرمایا آپ کتابیں لیجائیں۔ حسب سہولت فوٹو کرالیں۔ اور کتابیں مجھے واپس بجھوادیں۔ اس عنایت واعتماد پر فقیر نے ممنون احسان تو خیر ہونا ہی تھا۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ اس پر تعجب ہوا کہ پروفیسر صاحب سے پہلی ملاقات ہے۔ اس سے قبل ایک دوسرے کے نام سے غائبانہ جان پہچان تھی۔ اتنا اعتماد کون کرتا ہے؟۔ پروفیسر صاحب فقیر کے تعجب کو بھانپ گئے اور فرمایا۔ مولانا! ہر ایک سے ایک جیسا معاملہ نہیں ہوتا۔ کتابوں کو دینا تو درکنار دکھانے میں بھی احتیاط کرتا ہوں۔ لیکن آپ ذمہ دار ادارہ کے ذمہ دار فرد ہیں۔ اگر آپ میں احساس ذمہ داری نہیں ہوگا تو کس میں ہوگا؟۔ ردقادیانیت کی کتابوں سے آپ سے زیادہ کون استفادہ کرے گا؟۔ لیجائیے۔ فوٹو کرائیے۔ مجھے یقین ہے کہ ایک سطر ضائع ہوئے بغیر اصل کتب مجھے مل جائیں گی۔ چنانچہ بحمدہ تعالیٰ! مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے ان کتابوں کا فوٹو کرا کر مجھے ارسال فرمایا اور اصل کتب پروفیسر صاحب کو واپس کیں۔

اتنے میں میز پر چائے آگئی۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میں برطانیہ گیا تھا۔ ایک دوست کے ہاں ردقادیانیت پر ایک کتاب دیکھی۔ فوٹو کرالیا۔ نامکمل ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں۔ آپ کے پاس نہ ہو تو اس کا بھی فوٹو کرالیں۔ فقیر نے وہ کتاب دیکھی تو ''چودھویں صدی کا مسیح'' تھی۔ فقیر نے خیال کیا کہ ایک تو فوٹو مدھم ہے۔ دوسرا نامکمل نسخہ ہے۔ سیالکوٹ سے شائع ہوئی ہے۔ تلاش کریں گے تو مل جائے گی۔ چنانچہ وہ فوٹو والا نسخہ واپس کردیا۔ پروفیسر صاحب نے بھی محسوس نہ کیا۔ یا یہ کہ میری اس ناقدری کو انہوں نے محسوس نہ ہونے دیا۔ اب فقیر نے تلاش شروع کی۔ لائبریریاں چھان ماری۔ کتاب نہ ملی۔ ربع صدی دھکے کھاتا رہا۔ کتاب کا کہیں سے سراغ نہ ملا۔ اتنے میں محترم جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم کا وصال ہوگیا۔ اب اسی فوٹو سے فوٹو کرانے کا فیصلہ کیا۔

ہمارے مخدوم جناب رضوان نفیس صاحب جو ہمارے حضرت سید نفیس الحسینی c کے خادم خاص وخلیفہ مجاز ہیں اور کتابوں کی تلاش میں اللہ رب العزت نے انہیں حضرت سید نفیس الحسینی c والے ذوق کا بھی وارث بنایا ہے۔ ان سے عرض کی تو پتہ چلا کہ پروفیسر عبدالجبار شاکر c کے صاحبزادے جمال الدین افغانی اسلام آباد رہتے ہیں۔ ہفتہ شام لاہور آتے ہیں۔ اتوار شام واپس چلے جاتے ہیں۔ صفہ اکیڈمی لاہور کے حضرت مولانا محمد عابد زیدمجدہم کے ان سے مراسم ہیں۔ وہ ان سے بات کریں گے۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد عابد صاحب نے ذمہ داری کو نبھایا۔ فوٹو کرا کر ۲۰؍اپریل ۲۰۱۰ء کو فقیر کو نسخہ ارسال فرمایا۔ فقیر کو خزانہ مل گیا۔ اب دن رات ایک کرکے کتاب کو پڑھنا شروع کیا۔ فوٹو سے فوٹو تھا اور وہ بھی ایک صدی قبل کی کتاب سے جو مدہم در مدہم ہوگیا۔ اب دن رات ایک کرکے فقیر نے مدہم حروف پر قلم چلایا۔ انہیں نمایاں کیا۔ لیکن بعض حروف تو بالکل سمجھ میں نہ آئے۔ قلق ہوا۔ بلکہ قلبی قلق ہوا کہ کتاب چھپنے کے قابل نہیں۔ اس میں چند صفحات پر ایک نظم تھی وہ مولانا محمد حسین بٹالوی c کے رسالہ اشاعت السنہ سے مصنف نے لی تھی۔

اشاعت السنہ کی فائل برادرم مولانا محمد حماد لدھیانوی زید مجدہ کے پاس فیصل آباد تھی۔ اس سے متعلقہ صفحات فوٹو کرائے۔ لیکن اب بھی طبیعت میں قلق باقی کہ کتاب اس فوٹو سے کمپوز کرانی مشکل ہے کہ پڑھی ہی نہیں جارہی۔ سیالکوٹ کے علم دوستوں سے کہا لیکن ''پرائی بکری کو کون گھاس ڈالتا ہے۔'' مجھ مسکین پر جو بیت رہی تھی وہ تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ ایک دن جناب مولانا محمد عباس پسروری صاحب سے ذکر کیا۔ انہوں نے تلاش کا وعدہ کیا۔ ان کا عرصہ بعد فون آیا کہ جناب ضیاء اللہ کھوکھر صاحب گوجرانوالہ کی لائبریری میں اصل کتاب موجود ہے۔ فقیر کو جن صفحات کے فوٹو درکار تھے (تاکہ جیسے کیسے نسخہ مکمل ہو) وہ صفحات مولانا فقیر اللہ اختر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کو نوٹ کرائے۔ وہ گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ جناب ضیاء اللہ کھوکھر سے فقیر کی دیرینہ یاد اللہ ہے۔ انہوں نے ان صفحات کے فوٹو کرادیئے۔ لو کتاب مکمل ہوگئی۔ اس کی تو خوشی ہوئی۔ لیکن چھاپنے کے لئے اب بھی حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ فقیر نے دھڑکتے دل سے جناب محترم ضیاء اللہ کھوکھر کو خط لکھا کہ فوٹو سے فوٹو کا نسخہ اس کتاب کا فقیر کے پاس آپ کے تعاون سے مکمل موجود ہے۔ لیکن چھپنے کے قابل نہیں۔ آپ کے پاس اصل کتاب ہے۔ اس سے عمدہ فوٹو ہوسکتا ہے۔ مہربانی فرمائیں تو مکمل کتاب کا عمدہ فوٹو ارسال فرمائیں۔ تاکہ اس کتاب کو احتساب قادیانیت کی کسی جلد میں شامل اشاعت کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہت جزائے خیر دیں۔ وعدہ فرمالیا اور پھر ۴؍جولائی ۲۰۱۱ء کو مکمل کتاب کا فوٹو ارسال کردیا۔

قارئین کرام! اس کتاب کے ملنے کی خوشی تو خیر ایک فطری امر تھا کہ مرزا قادیانی ملعون کی زندگی میں ان کے خلاف اتنی ضخیم کتاب شائع ہوئی جو ہمارے پاس نہ تھی اب مل گئی۔ اس مسودہ کو لاہور بھجوایا وہاں سے کمپوز ہوکر آیا۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد عابد صفہ اکیڈمی لاہور نے سرپرستی فرمائی۔ اس کتاب کے آخر پر درج ہے کہ اس کا دوسرا حصہ بھی شائع ہوگا۔ جو غالباً نہ ہوسکا۔ غرض:

۶...... چودھویں صدی کا مسیح: نامی کتاب جناب حکیم مظہر حسن قریشی میرٹھی ثم سیالکوٹی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔
خلاصہ یہ کہ احتساب قادیانیت کی جلد اکتالیس (۴۱) میں پانچ حضرات:

۱......	حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی c	کا	۱	رسالہ
۲......	حضرت مولانا محمد فیروز خان c ڈسکہ	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی c	کا	۱	رسالہ
۴......	حضرت مولانا پیر سید محمد کرم شاہ الازہری c	کے	۲	رسالے
۵......	جناب حکیم محمد حسن قریشی میرٹھی c	کی	۱	کتاب

پانچ حضرات کی کل چھ عدد کتب و رسائل شامل ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

امین بحرمة النبی الکریم!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۷؍صفر الخیر ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۲؍جنوری ۲۰۱۲ء

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سندھ کے دورہ پر!

مولانا تجمل حسین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم سندھ کے تین روزہ دورہ پر ۱۵ر مارچ کو کراچی تشریف لائے۔

ختم نبوت کانفرنس نوابشاہ: ۱۶ر مارچ ۲۰۱۲ء کو بعد نماز مغرب جامع مسجد کبیر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت تاجر رہنما حاجی عبدالقیوم قریشی نے کی۔ تلاوت قاری عطاء الرحمن مدنی، نعت حافظ اشفاق احمد کراچی نے پیش کی۔ جبکہ مولانا تجمل حسین، قاری امجد مدنی، قاری محمد انیس، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اعجاز مصطفی کراچی، حضرت امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، سندھ کے معروف خطیب استاذ العلماء مولانا عبدالغفور قاسمی، مولانا ڈاکٹر خالد محمود نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس دو بجے رات تک جاری رہی۔

دارالعلوم حسینیہ دادو: ۱۷ر مارچ کو حضرت الامیر دامت برکاتہم کی قیادت میں مولانا اعجاز مصطفی، قاضی احسان احمد، مولانا محمد یوسف بہاول پوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد انس جلال پوری، ریاض احمد میمن پر مشتمل قافلہ نے دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور میں نائب مہتمم مولانا محمد سلیم کے جوان سال بیٹے کی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور مولانا محمد اکرم مرحوم کے رفع درجات کی دعا کی۔

علماء کنونشن حیدرآباد: ۱۷ر مارچ کو بعد نماز ظہر دفتر ختم نبوت حیدرآباد میں علماء کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا عبدالسلام قریشی نے کی۔ جبکہ مولانا عبدالحق مہمان خصوصی تھے۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا اعجاز مصطفی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ حضرت الامیر دامت برکاتہم کی نمائندگی مولانا مفتی ظفر اقبال نے کی اور اختتامی دعا بھی کرائی۔

ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم: ایم اے جناح روڈ ٹنڈو آدم میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت الامیر دامت برکاتہم نے دعائے خیر فرمائی۔ جبکہ صدارت علامہ احمد میاں حمادی نے کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا تقی الدین شامزئی، مولانا اعجاز مصطفی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، استاذ العلماء مولانا عبدالغفور قاسمی، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس نعروں کی گونج میں رات گئے تک جاری رہی۔ حضرت الامیر دامت برکاتہم علالت کی وجہ سے اگلے پروگراموں میں شرکت نہ فرما سکے اور مولانا اعجاز مصطفی کی معیت میں کراچی تشریف لے گئے۔

حالانی میں جلسہ ختم نبوت: ۱۸؍مارچ قبل از ظہر جامعہ دارالفضل حالانی میں جلسہ سے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مدرسہ جنوبی پنجاب کے معروف شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشی کے خلیفہ مولانا سید غلام دستگیر نے قائم کیا۔ جہاں ظاہری وباطنی علوم کی تعلیم وتربیت کی جاتی ہے۔

کمبٹ میں جلسہ ختم نبوت: ۱۸؍مارچ ۲۰۱۲ء کو جامع مسجد رحمانیہ میں ظہر سے عصر تک جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مقامی امیر مولانا حکیم عبدالواحد بروہی نے کی۔ جبکہ جمعیت علماء اسلام ضلع خیرپور میرس کے امیر شیخ التفسیر مولانا میر محمد میرک، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا تجمل حسین، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ جلسہ کا انتظام مولانا نعمت اللہ، جاوید اقبال، عبدالسمیع شیخ، مولانا حکیم عبدالواحد بروہی اور دوسرے احباب نے کیا۔

ختم نبوت کانفرنس پنوں عاقل: پنوں عاقل میں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مقامی امیر مولانا خلیل الرحمن نے کی۔ جبکہ کانفرنس سے مولانا میر محمد میرک، مولانا ممتاز احمد کلیار، مولانا مفتی محمد طاہر ہالیجوی، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا تجمل حسین نے خطاب کیا۔ جبکہ آخری بیان مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا۔ نعت کی سعادت مولانا عبدالواحد، معشوق علی نے حاصل کی۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہ کر مولانا قاضی احسان احمد کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت الامیر علالت کی وجہ سے شرکت نہ فرما سکے۔

گستاخ رسول کی قبر سے تختیاں اتار لی گئیں

گستاخ رسول بشیر کذاب کی قبر سے روضہ رسولﷺ، کلمہ طیبہ اور چاروں قل کی تختیاں اتار لی گئیں۔ چند سال قبل بہاولنگر میں چوہدری بشیر احمد نامی گستاخ رسول نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مبلغ ختم نبوت بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے کیس کیا۔ دوسال کے عرصہ کے بعد بہاولنگر عدالت نے ۲؍لاکھ روپے جرمانہ اور سزائے موت سنائی۔ جھوٹے مدعی نبوت کو بہاولپور جیل بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ طبعی موت سے جہنم رسید ہوا۔ بہاولنگر کے مبلغ نے تحریک چلائی کہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ تو انہوں نے قبرستان کی حدود سے باہر اپنے رقبہ میں اس کی قبر بنائی۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے اس کے متعلقین نے روضہ رسولﷺ، کلمہ طیبہ، چاروں قل شریف کی تختیاں قبر پر لگا دیں۔ جس سے پورے شہر میں اشتعال پھیل گیا۔ لوگ ختم نبوت دفتر آنے لگے۔ مبلغ نے سکیورٹی برانچ میں انٹیلی جنس کے نمائندوں کو فون کیا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ تختیاں اتر جائیں گی۔ مگر کافی دن گزر گئے۔ تختیاں نہ اتریں۔ تو مبلغ نے سخت لہجہ اپناتے ہوئے انٹیلی جنس والوں کو کہا کہ تم بدامنی پھیلانا چاہتے ہو تو ہمارے سینے گولیاں کھانے کے لئے تیار ہیں۔ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر روضہ رسولﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ مبلغ ختم نبوت نے پلے کارڈ لکھوائے اور پورے شہر میں لگا دیئے جس سے انتظامیہ پریشان ہوئی۔ گستاخ کا مقدمہ نمبر پوچھا۔ مبلغ نے بتایا۔ انتظامیہ نے تختیاں اتار کر فون کیا کہ تختیاں اتر گئی ہیں۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

مولانا اللہ وسایا اور مولانا قاضی احسان احمد کا دورہ سکھر

یکم مارچ بعد نماز عشاء مولانا اللہ وسایا سکھر تشریف لائے اور ۲؍مارچ عالمی مجلس سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر کی معیت میں قنبر علی خان جامع مسجد میں نماز جمعہ سے قبل ختم نبوت کے حوالہ سے بیان فرمایا اور بعد نماز عشاء سکھر گھنٹہ گھر چوک میں جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام آئین شریعت کانفرنس سے تفصیلی خطاب فرمایا۔
۳؍مارچ بروز ہفتہ سے سکھر میں ''تحفظ ختم نبوت و ردقادیانیت کورس'' کا تین روزہ تین جگہوں پر اہتمام کیا گیا۔ ۱…… جامعہ اشاعت القرآن والحدیث ہری مسجد نواں گوٹھ للبنات۔ ۲…… جامعہ فاطمۃ الزہراء عثمانیہ مسجد للبنین والبنات۔ ۳…… کی مسجد نزد محمد بن قاسم پارک سکھر جو مدارس عربیہ، سکول، کالج اور شہری حضرات کے لئے عام تھا۔ ان پروگراموں کی تفصیل اس طرح ہے۔

پہلا پروگرام صبح دس بجے حضرت مولانا اللہ وسایا نے ہری مسجد میں درس دیا اور بعدازاں مولانا محمد حسین ناصر نے درس دیا۔ دوسرا پروگرام صبح ساڑھے دس بجے عثمانیہ مسجد میں پہلے بندہ عبداللطیف اشرفی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور کورس کی غرض وغایت پر گفتگو کی۔ بعدازاں مولانا اللہ وسایا نے تفصیلی درس دیا جس میں طلباء وطالبات نے نکات نوٹ کئے۔ تیسرا پروگرام کی مسجد میں بعد نماز ظہر شروع ہوا۔ آغاز حافظ عبدالحئی کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا قاری خلیل احمد نے کورس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے جماعت کا تعارف کرایا اور افتتاحی دعا فرمائی۔ مولانا محمد حسین ناصر نے شرکاء کورس کو قادیانیت سے متعلق لیکچر دیا اور پوائنٹ نوٹ کروائے۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ختم نبوت کے حوالہ سے تفصیلی اور مؤثر انداز میں درس دیا۔ نماز عصر سے قبل شرکاء کورس کی چائے اور بسکٹ سے ضیافت کی گئی اور بعد نماز عصر مولانا اللہ وسایا کا تفصیلی درس ہوا جس میں طلباء کے ساتھ علماء کرام نے بھی استفادہ کیا۔ کورس کے آغاز میں تمام شرکاء کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کی جانب سے پرنٹ شدہ کاپی اور پین تقسیم کئے گئے۔ دوسرے روز ۴؍مارچ جامعہ اشاعت القرآن والحدیث نواں گوٹھ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا اللہ وسایا، فاطمۃ الزہراء عثمانیہ مسجد مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، کی مسجد مولانا محمد حسین، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا اللہ وسایا نے درس دیئے۔ تیسرے روز ۵؍مارچ جامعہ اشاعت القرآن والحدیث نواں گوٹھ میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا اللہ وسایا، جامعہ فاطمۃ الزہراء بیراج کالونی میں مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان اور مولانا پروفیسر عطاء محمد، کی مسجد مولانا قاضی احسان احمد نے درس دیئے۔ تینوں دنوں کے کورس میں مولانا اللہ وسایا نے حیات مسیح علیہ السلام اور ظہور مہدی پر، مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدہ ختم نبوت پر اور مولانا محمد حسین ناصر نے کذب مرزا یعنی مرزا قادیانی کے جھوٹ پر گفتگو کی اور شرکاء نے تمام معلموں کے دروس بڑی دلجمعی سے سنے اور پوائنٹ نوٹ کئے۔ آخری روز کی مسجد

میں بعد نماز ظہر تا عصر شرکاء کے دوران موضوع کی مناسبت سے تقریری مقابلہ منعقد کیا گیا جس میں مدارس، اسکول اور شہری حضرات نے حصہ لیا اور چودہ مقررین میں سے ۴ نے امتیازی پوزیشن حاصل کی اور جماعت کی طرف سے کتابوں کے انعام کے مستحق قرار پائے اور حسن اتفاق یہ کہ چاروں مقرر مدرسہ جامعہ اشرفیہ سکھر کے منتخب ہوئے۔ اس موقعہ پر مصنفین کے فرائض حضرت مولانا مفتی قمر الدین ملانو مہتمم جامعہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور مولانا مفتی نجم الدین دارالافتاء جامعہ ادارۃ الفرقان نے سرانجام دیئے۔ مقابلہ کے آخر میں مولانا قاضی احسان احمد نے امتیازی حیثیت پانے والوں کے علاوہ تمام شرکاء مقابلہ میں کتاب آئینہ قادیانیت تقسیم کی اور اختتامی دعا فرمائی۔ تمام حاضرین میں جماعت کا مفت لٹریچر لفافوں میں تقسیم کیا گیا اور آخر میں تمام حاضرین کے لئے جماعت کی طرف سے طعام کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح یہ تین روزہ کورس مکمل ہوا۔ آخری روز تقریری مقابلہ قابل دید اور قابل رشک تھا کہ ہر آنے والا مقرر ایک ہی آیت کی تلاوت کرتا۔ لیکن عنوان آیت ایک ہونے کے باوجود مواد، دلائل اور انداز بالکل جداگانہ ہوتا۔ یہ سب برکات ہیں آپ کی ختم نبوت کی۔ اس مقابلہ سے ایک طرف تو جذبہ تقریر بڑھا اور دوسری طرف مختلف افراد کی طرف سے ختم نبوت کے عنوان پر بہت سا مواد بھی سامنے آیا۔ اس طرح تین دن کے تین مقامات کے کورس سے الحمدللہ سینکڑوں طلباء وطالبات تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے لئے تیار ہوگئے اور بہت سے افراد نے جماعت کے ترجمان رسالہ ختم نبوت اور لولاک کے خریدار بننے کا وعدہ کیا۔ تینوں روز مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد نے بعد نماز عشاء مختلف مساجد میں جلسوں اور کانفرنسوں سے بھی بیانات کئے۔

ساہیوال کانفرنس کے لئے تیاری

۸ر مارچ بروز جمعرات کو نیم والی مسجد کمالیہ ضلع ٹوبہ میں مولانا عبدالحکیم نعمانی مولانا قاری عبدالجبار ودیگر رفقاء تشریف لائے۔ ختم نبوت کانفرنس ساہیوال کے حوالہ سے علماء کرام کا اجلاس پیر جی عتیق الرحمن صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اور فیصلہ ہوا کہ علمائے کرام قافلہ کی صورت میں ساہیوال کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ جبکہ حضرت پیر جی کی زیر نگرانی قافلے ضلع ٹوبہ سے بھی روانہ ہوں گے۔

آہ! مرید احمد سلیمانی

مرید احمد سلیمانی نعت وثنا خوانی کی دنیا میں معروف نام ہے۔ تنظیم اہل سنت پاکستان، مجلس علماء اہل سنت پاکستان کے پلیٹ فارم سے ثناء خوانی اور اپنی آواز کا جادو جگاتے رہے۔ شاعر تنظیم اہل سنت جناب عبدالکریم خاکیؔ نے ''میم'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں ۶۰،۵۰ میمیں گنوائی گئی ہیں۔ اور انہیں رحمت عالم ﷺ کا صدقہ قرار دیا گیا۔ خاکی صاحب بڑے شاعر تھے۔ ان کی لکھی ہوئی نعتوں، نظموں اور حمد باری تعالیٰ کے کلام کو بڑے اہتمام سے سلیمانی صاحب پڑھتے کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے سامنے ایک کانفرنس اس طرز سے پڑھی گویا حضرت والا انگشت بدنداں رہے۔ کچھ عرصہ پہلے بیمار ہوئے۔ علاج معالجہ جاری رہا۔ تا آنکہ وقت مقررہ آن پہنچا اور شجاع آباد کے علاقہ رکن ہٹی میں انتقال فرماگئے۔ ان کے جنازہ میں شجاع آباد کے علماء کرام اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ آپ اپنے آبائی علاقہ درآب پور جلالپور پیروالا میں آسودہ خاک ہیں۔ (محمد اسماعیل اسماعیل شجاع آبادی)

مرحلہ عالمیہ بنین کے اہل جامعات متوجہ ہوں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصاب کمیٹی کے فیصلہ اور مجلس عاملہ کی توثیق کے بعد کتاب

آئینہ قادیانیت

عالمیہ بنین سال اوّل (درجہ مشکوٰۃ) میں داخل نصاب ہو چکی ہے۔ وفاق کے سالانہ امتحان الورقۃ الاولیٰ میں نخبۃ الفکر اور التبیان فی علوم القرآن کے ساتھ ایک سوال آئینہ قادیانیت سے بھی ہوگا

کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تمام دفاتر سے اصل لاگت پر دستیاب ہے

منجانب (حضرت مولانا) محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

قافلہ در قافلہ چلو چلو چلو پھالیہ چلو ہر بستی ہر گلی سے چلو

بتاریخ 14 اپریل 2012 بروز ہفتہ

تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوّت کانفرنس

بعد نمازِ مغرب

بمقام گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری ہائی سکول پھالیہ منڈی بہاؤالدین

رابطہ نمبرز
0300-6024859
0300-8032577
0300-6347103
0300-4304277

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پھالیہ منڈی بہاؤالدین

انشاء اللہ عظیم الشان 31 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس

مورخہ 15 اپریل 2012 بروز اتوار بعد نماز مغرب

بمقام مرکز ختم نبوت فاروق اعظم کالونی اٹک

زیر نگرانی
حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مہمان خصوصی
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک

رابطہ: 0300-5380055 ..... 0322-5007096 0321-5748494

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

مولانا عبدالمجید لدھیانوی

آل لاہور عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس

ان شاء اللہ

بتاریخ 21 اپریل 2012 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

بمقام شالامار چوک باغبانپورہ لاہور

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور

رابطہ نمبرز
0300-4304277
0300-9496702
0300-4279021

قافلہ در قافلہ چلو — چلو چلو فیصل آباد چلو — ہر بستی ہر گلی سے چلو

بتاریخ 26 اپریل 2012 بروز جمعرات

مولانا عبدالمجید لدھیانوی

تاریخی عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس

ان شاء اللہ

بعد نماز عشاء

بمقام سلیمی چوک الفتح گراؤنڈ ستیانہ روڈ فیصل آباد

برائے رابطہ
0322-6292500
0301-7224794

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت فیصل آباد